دوم (الف)

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور اس کے ہر شریک کا انکار کرنا کہلاتا ہے:
(ا) عقیدۂ آخرت (ب) عقیدۂ رسالت **(ج) عقیدۂ توحید** (د) عقیدۂ تقدیر

(ب) تمام عقائد کی بنیاد ہے:
(ا) عقیدۂ توحید (ب) عقیدۂ شفاعت (ج) عقیدۂ علم غیب (د) عقیدۂ حیات عیسیٰ

(ج) تمام انبیا کرام نے تعلیمی تعلیم دی:
(ا) عقیدۂ ختم نبوّت کی (ب) قرآن پر ایمان لانے کی
(ج) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ماننے کی **(د) عقیدۂ توحید کی**

(د) ہر چیز کا حقیقی مالک ہے:
(ا) مقرّرہ فرشتہ **(ب) اللہ تعالیٰ** (ج) حاکم وقت (د) انسان

(ہ) مشرکین مکّہ کا سب سے بڑا جرم تھا:
(ا) فرشتوں کو اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ماننا (ب) حج نہ کرنا
(ج) شرک کرنا (د) شراب پینا

2- مختصر جواب دیں۔

(ا) عقیدہ توحید کا معنیٰ و مفہوم لکھیں۔

جواب: توحید کا معنیٰ ہے: ایک ماننا۔ عقیدۂ توحید کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ کو یکتا ماننا اور اس کی ذات ، صفات اور اختیارات میں کسی کو بھی ہر گز شریک نہ ٹھہرانا۔ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور اس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ اپنی ذات اور صفات میں اکیلا ہے۔

(ب) عقیدہ توحید کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ترجمہ: کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے۔

(ج) مسلمان ہونے کی پہلی شرط کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا مسلمان ہونے کی پہلی شرط ہے ۔ قرآن مجید میں بار بار اس کی تاکید کی گئی ہے۔ ایک مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ: سب کے سب ایمان لائےاللہ اور اُس کے فرشتوں اور اُس کی کتابوں اور اُس کے رسولوں پر۔

(د) شرک سے کیا مراد ہے؟

جواب: توحید سے انکار کرنا شرک کہلاتا ہے۔ شرک کا معنیٰ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ، صفات اور اختیارات میں کسی دوسرے کو (معاذ اللہ)اس جیسا خیال کیاجائے۔ شرک سب سے بڑا گناہ ہے۔

(ہ) عقیدۂ توحید پر قائم رہنے کا ایک فائدہ تحریر کریں۔

جواب: عقیدۂ توحید پر دل و جان سے ایمان لانے سے انسان کا دل پُر سکون ہوجاتا ہے۔ اسے یقین ہو جاتا ہے مجھے بس اللہ تعالیٰ کو راضی رکھنا ہے ، جب اللہ تعالیٰ راضی ہوجائے گا تو میری دنیا اور آخرت کے کام بن جائیں گے۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(الف) عقیدۂ توحید کی اہمیت اور اثرات تحریر کریں۔

جواب: اسلام میں عقیدۂ توحید کی اتنی اہمیت ہے کہ ہر گناہ کرنے والا جنت میں جاسکتا ہے، لیکن جو اس عقیدے کو نہ مانے وہ جنّت میں نہیں جاسکتا۔ مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے، لیکن وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ بتوں کو شریک ٹھہراتے تھے اور یہی ان کا سب سے بڑا جرم تھا۔

ایسے شخص کو ہر در پر جھکنا نہیں پڑتا اور نہ ہی اپنی مرادیں پوری کرنے کے لیے ناجائز کام کرنے پڑتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتا ہے اور مطمئن ہوجاتا ہے ۔ ایسا شخص اپنی تمام ذمّہ داریوں کو پوری دیانت داری سے ادا کرتا ہے ، کیوں کہ اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ایک دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پیش ہونا ہے اور اپنے اعمال کا جواب دینا ہے۔ ایسا شخص مالی معاملات میں بھی کسی کا حق نہیں مارتا اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو بھی تکلیف نہیں پہنچاتا۔

باب دوم (ب)

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) رسالت کا معنیٰ ہے:

(۱) پیغام پہنچانا (ب) روکنا (ج) پیدا کرنا (د) وحی نازل کرنا

(ب) سب سے پہلے نبی ہیں:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام (د) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

(ج) حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ، اس عقیدہ کو کہتے ہیں :

(۱) عقیدۂ تقدیر (ب) عقیدۂ آخرت (ج) عقیدۂ توحید **(د) عقیدۂ ختم نبّوت**

(د) انبیا کرام علیہم السلام بھیجے گئے:

(۱) اہل عرب کی طرف (ب) کچھ قوموں کی طرف

(ج) اکثر قوموں کی طرف **(د) ہر قوم کی طرف**

(ه) خاتم النبیین لقب ہے:

(۱) حضر ت نوح علیہ السلام (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام کا

(ج) حضرت موسیٰ علیہ السلام کا **(د) حضرت رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا**

2- مختصر جواب دیں۔

(۱) رسالت کا معنیٰ و مفہوم لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا پیغام احسن طریقے سے لوگوں تک پہنچانے کا نام رسالت ہے۔رسالت سے مراد پیغام پہنانا ہے اور انبیاء اور رسول دنیا میں اللہ کا پیغام دینے کے لیے بھیجے گئے ۔

(ب) نبی اور رسول میں کیا فرق ہے؟

جواب: رسول اس پیغمبر کو کہتے ہیں جسے نئی کتاب اور نئی شریعت عطا کی گئی ہو ، جب کہ نبی اس پیغمبر کو کہتے ہیں جو اپنے سے پہلے کسی رسول کی کتاب اور شریعت پر عمل کروانے اور اللہ تعالیٰ کی طرف بلانے کے لیے بھیجے گئے ہوں۔

(ج) انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کے دو مقاصد تحریر کریں۔

جواب: انبیاء کرام کی بعثت کے دو مقاصد

(۱) ان کو دنیا میں اللہ کا پیغام پہنچانے کے لیے بھیجا گیا۔

(۲) یہ لوگوں کا صحیح راستہ دکھانے کے لیے بھیجے گئے۔

(د) ختم نبّوت سے کیا مراد ہے؟

جواب: ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو آخری نبی اور رسول بنایا ہے۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَپر نازل کردہ کتاب قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔

(ه) ختم نبّوت کے بارے میں ایک قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: نہیں ہیں محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَتمھارے مردوں میں سے کسی کے باپ ، لیکن وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں اور اللہ ہرچیز کو خوب جاننے والا ہے۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(ا) عقیدۂ نبّوت و رسالت کی اہمیت بیان کرتے ہوئے بعثت کے مقاصد پر روشنی ڈالیں۔

جواب: رسالت سے مراد''پیغام پہنچانا'' ہے۔ انبیاء اور رسول علیہم السلام ان پاکیزہ ہستیوں کو کہتے ہیں ، جنھیں اللہ تعالیٰ نے اپنا پیغام لوگوں تک پہنچانے کے لیے چُنا ہو۔ رسول زندگی کے تمام معاملات میں اِنسانوں کی راہ نمائی کرتے تھے۔

سب رسول انسان تھے اور گناہوں سے پاک تھے۔ مسلمان ہونے کے لیے اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے سب رسولوں پر ایمان لانا اور ان کا احترام کرنا لازم ہے۔ کسی بھی رسول کو برا کہنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے

ہیں۔ تمام نبی اللہ تعالیٰ کے نیک اور چُنے ہوئے بندے تھے اور تمام کے تمام انبیاء کرام علیھم السلام گناہوں سے پاک تھے۔ نبّوت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطیہ ہے۔ یہ مرتبہ اپنی ذاتی محنت یا کوشش سے حاصل نہیں کیا جاسکتا۔اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے یہ مقام عطا فرماتا ہے۔ انبیاء کرام علیھم السلام کی بعثت کا سلسلہ حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوا اور آخری رسول حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَپر ختم ہوگیا۔

(ب) نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے خصائص تحریر کریں۔

جواب: ختم نبوت سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ واصحابہٖ وسلم کو آخری نبی اور رسول بنایا ہے۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَپر نازل کردہ کتاب قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب ہے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو جو تین عظیم مرتبے عطا فرمائیں گے ۔

1. مقام محمود: ساری انسانیت میں سب سے بڑھ کر تعریف کامقام
2. شفاعتِ کبریٰ: قیامت کے دن سب سے بڑھ کر شفاعت کرنے کا اعزاز
3. حوض کوثر: قیامت کے دن کی گرمی میں اللہ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو حوض کوثر عطافرمائیں گے اور آپ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاپنی امت کو پانی پلائیں گے۔

(ا) اسلام میں عبادات کا جامع تصور

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) قرآن مجید کی رُو سے انسان کی پیدائش کا مقصد ہے:

(ا) **عبادت** (ب) ریاضت (ج) سیاحت (د) سخاوت

(ب) انسان کا ہر وہ عمل جو اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے والا ہو، کہلاتا ہے:

(ا) سیادت (ب) ریاضت **(ج) عبادت** (د) نیابت

(ج) جس عبادت کا کرنا لازم ہو اور اسے انجام نہ دینے والے گناہ گار اور سزا کا مستحق ہو ، اسے کہتے ہیں:

(ا) مباح (ب) مستحب (ج) سنّت **(د) فرض**

(د) دکھلاوے سے پاک اور اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لیے عبادت کرنا ، کہلاتا ہے:

(ا) عاجزی (ب) سخاوت **(ج) اخلاص** (د) بہادری

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) عبادت کا مفہوم لکھیں۔

جواب: عبادت کے معنیٰ ہیں بندگی۔ شریعت کی اصطلاح میں عبادت سے مراد اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اللہ تعالیٰ کے ان احکام پر عمل کرنا ، جن کا تعلق ہماری انفرادی اور اجتاعی زندگی سے ہے۔

(ب) عبادت کی اہمیّت پر ایک قرآنی آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:''اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں۔''

(ج) عبادت کی مختلف صورتیں تحریر کریں۔

جواب: نماز ، روزہ ، حج، زکوٰۃ ، سچائی ، امانت داری، والدین سے حسن سلوک ، صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں سے اچھا سلوک ، اچھے کام کا حکم دینا ، برے کام سے منع کرنا ، پڑوسیوں ، یتیموں ، مسکینوں اور بیواؤں کی مدد کرنا ، دعا ، ذکر ، تلاوت ، صبر ، شکر ، توکّل وغیرہ سب عبادت کی مختلف صورتیں ہیں۔

(د) فرض، سنت اور نفل میں کیا فرق ہے؟

جواب: وہ عبادت جس کا کرنا لازم ہو اور نہ کرنے والے کو سزا ہو، اسے فرض کہتے ہیں۔ فرض عباد ت کا منکر کافر ہوجاتا ہے۔ سنّت سے مراد وہ کام ہیں جو فرض تو نہیں لیکن انھیں بغیر عُذر کے ترک نہیں کرنا چاہیے ، جیسے فرض نماز کے ساتھ ادا کی جانے والی سنتیں وغیرہ۔ نفل سے مراد وہ نیکی کاکام ہے جسے بندہ اسلامی شریعت کے مطابق اپنی طرف سے بجا لاتا ہے۔

(ہ) عبادت میں احسان کا کیا معنیٰ ہے؟

جواب: احسان یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرو کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو،اگر تم اللہ تعالیٰ کو دیکھ نہیں رہے (یعنی یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی) تو کم سے کم یہ یقین کر لو کہ وہ تمھیں دیکھ رہا ہے۔)

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) عبادت کے اسلامی مفہوم پر روشنی ڈالیں۔

جواب: اسلام میں عبادات کا مقصد یہ بھی ہے کہ انسان ہر کام میں اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہ محسوس کرے۔ گھر میں ، محلے میں ، اپنے معاشرے میں اور کاروبار میں معاملہ کرتے وقت وہ اللہ تعالیٰ کی قائم کردہ حدود کا پابند رہے۔ اسلام کی رُو سے دُنیا کو چھوڑ کر کونوں اور گوشوں میں جا بیٹھنا ، عباد ت نہیں ہے ، بلکہ دنیاوی زندگی کی ساری ذمّہ داریوں کو اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ادا کرنا بھی عبادت ہے۔
اسلامی عبادات کا پورا نظام ایک تربیتی نصاب ہے ، جو انسان کی پوری زندگی کو عبادت میں ڈھال دیتا ہے۔ انسان اس دنیا میں کی ہوئی عبادت کا بدلہ آخرت میں پالے گا ، کیوں کہ یہ دُنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

(ب) قرآن و حدیث کی روشنی میں عبادت کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: قرآن مجید کی رو سے انسان کی پیدائش کا مقصد عباد ت ہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:''اور میں نے جنّوں اور انسانوں کو صرف اسی لیے پیدا فرمایا کہ وہ میری عبادت کریں۔''
اسلام کے تصور عبادت میں یہ بات شامل ہے کہ انسان کی ساری زندگی اللہ تعالیٰ کی بندگی میں بسر ہو۔ اس کی زندگی کا ایک لمحہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت سے خالی نہ ہو۔ اس دنیا میں انسان جو عمل بھی کرے ، اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق کرے۔ اس کا سونا جاگنا ، اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا ، ہر کام اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ہو۔

(ب) طہارت و پاکیزگی

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) طہارت کا معنیٰ ہے:
(ا) **پاکیزگی اور صفائی** (ب) بہادری (ج) توبہ (د) میانہ روی

(ب) ایمان کا حصہ ہے:
(ا) جوانی (ب) تجارت (ج) خُوب صورتی (د) **طہارت**

(ج) وہ علامتی پاکی جو مٹی سے یا مٹی جیسی کسی چیز سے حاصل کی جاسکتی ہے، کہلاتی ہے:
(ا) تکلم (ب) طہور **(ج) تیمم** (د) طہارت

(د) باطنی صفائی یہ ہے کہ پاک صاف رکھا جائے:
(ا) جسم کو (ب) کمرے کو (ج) گھر کو **(د) دل و دماغ کو**

(ھ) ہم اپنے پورے جسم کو دھوتے ہیں:
(ا) وضو میں (ب) غسل میں (ج) تیّمم میں **(د) تینوں میں**

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) طہارت و پاکیزگی کا مفہوم تحریر کریں۔

جواب: طہارت کے معنیٰ ہیں: پاکی اور صفائی۔طہارت و پاکیزگی سے مراد انسان کا پاک اور صاف رہنا ہے۔ اسلام انسان کو طہارت و پاکیزگی کا حکم دیتا ہے۔

(ب) طہارت و پاکیز گی کے بارے میں ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: ترجمہ:''اُ س میں (ایسے) لوگ ہیں(جو) پسند کرتے ہیں کہ وہ خوب پاک رہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

(ج) طہارت و پاکیزگی کے بارے میں ایک حدیثِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکاارشاد ہے:''طہارت و پاکیزگی نصف ایمان ہے''

(د) طہارت حاصل کرنے کی تین صورتیں کون کون سی ہیں؟

جواب: 1- وضو 2-غسل 3- تیمم

(ھ) طہارت کے دو فوائد لکھیں۔

جواب: 1- انسان پاک اور صاف ہوتا ہے تو بیماریوں سے دور رہتا ہے۔
2-اپنا آس پاس کا ماحول صاف رکھنے سے اللہ تعالیٰ کے قریب رہتا ہے۔

**3.	تفصیلی جواب دیں۔**

**(ا)	اسلامی تعلیمات کی روشنی میں طہارت و پاکیزگی کی اہمیّت لکھیں۔**

جواب:	اسلامی تعلیمات کے مطابق صحت کی حفاظت کرنا اور بیماریوں سے بچنے کی کوشش کرنا ہر انسان پر لازم ہے۔ خود کو خطرے میں ڈالنا ، اپنی صحت کا خیال نہ رکھنا اور اپنے جسم کے لیے نقصان دہ چیزوں سے پر ہیز نہ کرنا گناہ کی بات ہے۔

اپنے جسم ، لباس، رہنے کی جگہ اور گھر کو صاف رکھنے والا انسان صحت مند زندگی گزارتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پاک صاف رہنے والے لوگوں کی تعریف فرمائی ہےاور انھیں اپنا محبوب قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں قبابستی کے رہنے والوں کی تعریف آئی ہے اور اس تعریف کی وجہ ان کے پاک صاف رہنے کو قرار دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے: ترجمہ:''اُس میں (ایسے) لوگ ہیں (جو) پسند کرتے ہیں کہ وہ خوب پاک رہیں اور اللہ خوب پاک رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔''

اسلام صفائی کو نصف ایمان قرار دیتا ہے۔

**(ب)	اسلام میں طہارت و پاکیزگی کی مختلف صورتوں کے احکام وآداب لکھیں۔**

جواب:	پاکیزگی اور صفائی کا ایک طریقہ وُضو کرنا ہے۔ جب انسان وُضو کر لیتا ہے تو وہ پاک صاف ہوجاتا ہے ۔ وُضو میں ہم اپنے جسم کے مختلف حصوں کو پانی سے دھوتے ہیں۔ جس سے ہمارے گناہ بھی معاف ہوتے ہیں اور ہمارا جسم بھی پاک ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی سورۃ المائدہ میں نماز سے پہلے وُضو کرنے کا حکم دیا ہے اور وُضو کرنے کا طریقہ بھی بیان فرمایا ہے۔ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا: بغیر وُضو کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

طہارت و پاکیزگی حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ 'غسل' ہے۔ اگر انسان کے پاس وضو یا غسل کے لیے پانی نہ ہو یا پانی تو ہو لیکن وہ کسی بھی وجہ سے پانی استعمال نہ کرسکتا ہو تو اسے پاک ہونے کے لیے تیّمم کرنا چاہیے۔پاک صاف مٹی پر ہاتھ پھیر کر چہرے اور کہنیوں سمیت بازوؤں پر ہاتھ پھیر لینے سے تیّمم ہوجاتا ہے۔ تعلیمات نبوی کے مطابق سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مُسلمان محفوظ رہیں۔

**(ج)	نماز کی فرضیت و اہمیت**

**1.	درست جواب کا انتخاب کریں:**

(۱)	فرائض نماز ہیں:

(۱) تین	(ب) چار	**(ج) پانچ**	(د) چھے

(ب)	نماز سب سے اہم عبادت ہے:

(۱) اسلام میں	(ب) مسیحیت میں	(ج) یہودیت میں	(د) ہندومت میں

(ج)	قرآن مجید میں سب سے زیادہ حکم آیا ہے:

(۱) نماز کا	(ب) روزے کا	(ج) قربانی کا	(د) حج کا

(د)	نماز کی شرائط میں شامل ہے:

(۱) مسجد میں پڑھنا	(ب) سفید کپڑے	**(ج) وضو کرنا**	(د) باجماعت پڑھنا

(ھ)	نماز میں رکوع کی حیثیت ہے:

(۱) مستحب	(ب) سنّت	(ج) واجب	**(د) فرض**

**2.	مختصر جواب دیں۔**

**(۱)	نماز کی فرضیت پر ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔**

جواب:	قرآن مجید میں سب سےزیادہ جس عبادت کو ادا کرنے کا حکم آیا ہے ، وہ نماز ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:ترجمہ''اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔

**(ب)	نماز کی فرضیت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔**

جواب:	ایک حدیث شریف میں ہے کہ نماز دین کا ستُون ہے ، جس نے اسے قائم کیا گویا اُس نے دین کو قائم کیا۔ جس نے اسے ڈھا دیا گویا اس نے دین کو گِرا دیا۔

**(ج)	نماز کی دو شرائط تحریر کریں۔**

جواب:	(۱) جگہ کا پاک ہونا	(۲) لباس کا پاک ہونا

**(د)	نماز کے دو فرائض لکھیں۔**

جواب: (۱) تکبیر تحریمہ ، یعنی نماز شروع کرتے ہوئے ’’اللہ اکبر‘‘ کہنا۔
(۲) قیام کرنا
(ہ) نماز پڑھنے کے دو فائدے لکھیں۔
جواب: نماز نظم و ضبط کی دل کش تصویر ہے ۔ باجماعت نماز ادا کرنے سے اطاعت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔
3. تفصیلی جواب دیں۔
(ا) نماز کی اہمیّت و فضیلت بیان کریں۔
جواب: نماز اسلام میں سب سے اہم عبادت ہے۔ نماز ایک بدنی عبادت ہے۔ نماز تمام اُمتوں پر فرض رہی ہے ، البتہ اس کے ادا کرنے کا طریقہ مختلف ہوتا تھا ۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ جس عبادت کر ادا کرنے کاحکم آیا ہے ، وہ نماز ہے ۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:ترجمہ:’’اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو۔
حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے کہ قیامت کے دن سب سے پہلے نماز کا حساب کیا جائے گا اور یہ بھی فرمایا کہ ایمان اور کفر کے درمیان نماز ادا کرنے کا فرق ہے۔ ایک حدیث شریف میں ہے کہ نماز دین کا ستُون ہے ، جس نے اسے قائم کیا گویا اُس نے دین کو قائم کیا۔ جس نے اسے ڈھا دیا گویا اس نے دین کو گِرا دیا۔
(ب) نماز کی شرائط اور فرائض لکھیں۔
جواب: نماز میں سات شرائط ہیں، نماز شروع کرنے سے پہلے ان کا خیال رکھنا ضروری ہے ، اگر ان میں سے کوئی ایک چیز بھی چھوٹ گئی تو نماز ادا نہیں ہوگی:
(۱) جگہ کا پاک ہونا (۲) لباس کا پاک ہونا (۳) جسم کا پاک ہونا
(۴) ستر ڈھانپنا یعنی جسم کے جن حصوں کو چھپانا ضروری ہے انھیں چھپانا (۵) خانۂ کعبہ کی طرف منہ کرنا
(۶) نماز کا اپنے وقت پر ادا کرنا۔ اگر نماز کا مقررہ وقت گزر جائے تو نماز قضا ہوجاتی ہے۔
ایسے اعمال جن کو نماز میں ادا کرنا ضروری ہے، فرائض نماز کہلاتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بھی اگر چھوٹ گیا تو نماز ادا نہیں ہوگی۔ فرائض نماز چھے ہیں۔
(۱) تکبیر تحریمہ ، یعنی نماز شروع کرتے ہوئے ’’اللہ اکبر‘‘ کہنا۔ (۲) قیام کرنا (۳) قراءت کرنا
(۴) رکوع کرنا (۵) سجدے کرنا
(۶) قعدۂ اخیرہ ینعی نماز کی آخری رکعت میں سلام پھیرنے سے پہلے بیٹھنا

باب سوم (الف) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحٰابِہٖ وَسَلَّمَاور مدنی معاشرے کا قیام
1. درست جواب کا انتخاب کریں:
(۱) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے مکہ مکرمہ سے ہجرت فرمائی:
(ا) قبا کی طرف (ب) حبشہ کی طرف
(ج) مدینہ منورہ کی طرف (د) تبوک کی طرف
(ب) مسجدِ قبا میں نماز ادا کرنے کا ثواب ہے:
(ا) ایک حج کے برابر **(ب)** ایک عمرے کے برابر
(ج) دس روزوں کے برابر (د) ستائیس نمازوں کے برابر
(ج) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے انصار اور مہاجرین کے درمیان جو بھائی چارہ قائم فرمایا، وہ کہلاتا ہے:
(ا) حلف الفضول (ب) میثاق مدینہ **(ج) مواخاتِ مدینہ** (د) صلح حدیبیہ
(د) مسجد نبوی کی زمین ملکیت تھی:
(ا) انصار کی (ب) مہاجرین کی **(ج) دو یتیم بچوں کی** (د) تاجروں کی
2. مختصر جواب دیں۔
(۱) ہجرتِ مدینہ کے دو فوائد تحریر کریں۔
جواب: اس ہجرت نے اسلام کی دعوت کو عروج عطا کیا اور انسانیت کی قسمت بدل دی۔ اسی ہجرت کا نتیجہ تھا کہ ریاستِ مدینہ کی بنیاد رکھی گئی۔

(ب) مسجدِ قبا کی فضیلت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اس مسجد کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے ، ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:البتہ وہ مسجد جس کی بنیاد پہلے ہی دن سے تقویٰ پر رکھی گئی (وہ) زیادہ حق دار ہے کہ آپ اُس میں کھڑے ہوں۔

(ج) مواخاتِ مدینہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: جب حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاور آ پ کے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکہ مکرمہ سے ہجرت کرکے مدینہ منورہ چلے گئے تو آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے انصار صحابہ کو مہاجر صحابہ کا بھائی قرار دیا۔ اس عمل کو '' مُواخاتِ مدینہ'' کہا جاتا ہے۔

(د) مدینہ منوّرہ میں مسجد کی تعمیر کیوں ضروری تھی؟

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد ایک اہم کام مسجد کی تعمیر تھا ، کیوں کہ مسجد صرف عبادت کے لیے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے جمع ہونے ، دین کے سیکنے اور سکھانے اور امت کے اجتماعی اُمور کے مشورے کے لیے بھی ضروری تھی۔

(ہ) درس گاہِ صُفّہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے مدینہ منورہ میں مسجدِ نبوی کے ساتھ ایک درس گاہ قائم فرمائی جسے صفہ کہا جاتا ہے۔ اس درس گاہ میں مسافر اور غریب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم مقیم ہوئے، جو دین کا علم سیکھنے کے لیے وہاں جمع رہتے تھے۔ اس درس گاہ میں تزکیہ نفوس کا فریضہ بھی انجام دیا جاتا تھا۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) مدینہ منّورہ کے لوگوں نے حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم کا کیسے استقبال کیا؟

جواب: جب رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَقبا سے مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو راستے میں جمعہ کا وقت آگیا ، آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے بنو سالم کی آبادی میں جمعہ پڑھایا۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی مدینہ کی طرف روانہ ہونے کی خبر پہلے سے وہاں پہنچ چکی تھی۔

یہ سن کر تمام شہر اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھا اور مدینہ منورہ کے مسلمان بے قرار ہو کر گھروں سے نکل آئے ۔ انھوں نے آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا پُر جوش استقبال کیا۔ مدینہ منورہ کی بچیوں نے نعتیہ اشعار پڑھ کر خوشی کا اظہار کیا۔

(ب) مسجدِ نبوی کی تعمیر اور فضیلت پر تفصیلی نوٹ لکھیں۔

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی مدینہ منورہ تشریف آوری کے بعد ایک اہم کام مسجد کی تعمیر تھا ، کیوں کہ مسجد صرف عبادت کے لیے ہی نہیں بلکہ مسلمانوں کے جمع ہونے ، دین کے سیکنے اور سکھانے اور امت کے اجتماعی اُمور کے مشورے کے لیے بھی ضروری تھی۔

مدینہ منورہ پہنچنے کے فوراً بعد حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے مسجد کی تعمیر کا فیصلہ فرمایا ، اس کے لیے جو جگہ منتخب کی گئی اس کے مالک دو یتیم بچے تھے ، انھوں نے بغیر قیمت کے زمین دینا چاہی لیکن آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے قیمت ادا کرکے یہ زمین خریدی اور مسجد نبوی کی تعمیر شروع کردی۔ خُود حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مسجدِ نبوی کی تعمیر میں شریک ہوئے۔

(ب) ریاستِ مدینہ کاقیام

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) مؤاخاتِ مدینہ کے فریقین تھے:

(ا) اوس اور خزرج — **(ب) انصار اور مہاجرین**

(ج) یہود اور نصاریٰ — (د) کفار اور منافقین

(ب) میثاق مدینہ کے فریقین تھے:

(ا) مسلمان اور یہودی — (ب) مسلمان اور عیسائی

(ج) مسلمان اور مشرکین — (د) مسلمان اور منافقین

(ج) ریاستِ مدینہ کے سربراہ قرار پائے:

(ا) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

(ب) حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) ابتدا میں نماز پڑھی جاتی تھی:

(ا) مسجدِ نبوی کی طرف رخ کرکے **(ب) فلسطین کی طرف رخ کرکے**

(ج) عراق کی طرف رخ کرکے (د) اردن کی طرف رخ کرکے

(ھ) جس مسجد میں تحویلِ قبلہ کا حکم نازل ہوا اسے کہا جاتا ہے:

(ا) مسجدِ جمعہ (ب) مسجدِ حنیف **(ج) مسجدِ قبلتین**

(د) مسجدِقبا

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) انصار صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایثار کے بارے میں ایک آیت کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے ایثار اور سخاوت پر قرآن مجید میں انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعریف فرمائی ہے:
ترجمہ''اور وہ اپنے آپ پر (اُنھیں) ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود اُنھیں شدید حاجت ہو۔''

(ب) میثاق مدینہ میں اختلاف کی صورت میں فیصلے کا اختیار کسے دیاگیا؟

جواب: میثاق مدینہ باہمی اختلاف کی صورت میں فیصلہ اللہ عزوجل اور محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَفرمائیں گے۔

(ج) میثاق مدینہ کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: میثاق مدینہ کو امن عالم کا پہلا تحریری دستور کہا جاتا ہے۔ میثاق مدینہ سے مدینہ منورہ اور اس کے اطراف کا علاقہ ایک وفاقی حکومت بن گیا ، جس کا دارالحکومت مدینہ تھا۔ اس حکومت کے سربراہ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَتھے۔اس طرح مدینہ منورہ اسلام کا دارالحکومت بن گیا۔

(د) تحویل قبلہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: تحویلِ قبلہ سے مراد یہ ہے کہ مسلمان پہلے بیت المقدس یعنی فلسطین کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرتے تھے، پھر قرآن مجید میں یہ حکم نازل ہوا کہ اب خانہ کعبہ یعنی مکّہ مکرّمہ کی طرف رخ کرکے نماز ادا کریں۔

(ھ) تحویل قبلہ کا حکم کس نماز میں نازل ہوا؟

جواب: تحویل قبلہ کاحکم نماز ظہر میں نازل ہوا۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) مدینۂ منّورہ میں رہنے والے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ایثار اور سخاوت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: انصار اور مہاجرین میں ایسی محبت اور اتحاد پیدا ہوا جس کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی ۔ ہجرت مدینہ کے بعد انصار نے اپنے مہاجر بھائیوں کی دل کھول کر مددکی اور ان کی خدمت کے لیے اپنا سب کچھ پیش کردیا۔ مہاجر صحابہ جو ضرورت مند بھی تھے، لیکن انھوں نے پوری کوشش کی انصار پر بوجھ نہ بنیں۔
وہ مہاجر جو مدینہ منورہ آنے کے بعد خود کو تنہا محسوس کر رہے تھے ، اپنے انصار بھائیوں کے ایثار سے اس قدر متاثر ہوئے کہ اپنا وطن چھوڑنے کا غم بھول گئے۔ قرآن مجید میں انصار صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعریف فرمائی ہے:
'' اور وہ اپنے آپ پر انھیں ترجیح دیتے ہیں اگر چہ خود انھیں شدید حاجت ہو۔''

(ب) میثاق مدینہ پر نوٹ لکھیں۔

جواب: مدینہ منورہ تشریف لانے کے بعد آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے یہودیوں کے ساتھ ایک معاہدہ کیا جسے ''میثاق مدینہ'' کہاجاتا ہے۔ اس معاہدے میں انھیں دین و مذہب کی آزادی اور جان ومال کی حفاظت دی گئی۔
مدینہ منّورہ کے ارد گرد بہت سے یہودی قبائل آباد تھے۔ میثاق مدینہ سے مراد یہودیوں کے ساتھ کیا جانے والا ایک معاہدہ ہے جس میں ان کے ساتھ پر امن اور خیر خواہی پر مشتمل زندگی گزارنے کافیصلہ کیاگیا۔
سماجی طور یہود اور مسلمان ایک جماعت ہوں گے ، البتہ یہود اپنے دین پر عمل کرنے میں آزاد ہوں گے اور مسلمان اپنے دین پر عمل کرنے میں ۔
اگر کوئی دشمن مسلمانوں یا یہود میں سے کسی ایک پر حملہ کرے گا تو دونوں مل کر اُس کا مقابلہ کریں گے۔

عام حالات میں یہود اپنے اخراجات کے ذمے دار ہوں اور مسلمان اپنے اخراجات کے ، البتہ جنگ کی صورت میں دونوں فریق مل کر اخراجات برداشت کریں گے۔ہر مظلوم کی مدد کی جائے گی۔
مکہ مکرمہ کے قُریش اور ان کے مدد گاروں کو مدینہ منورہ میں پناہ نہیں دی جائے گی۔

(ج) ریاستِ مدینہ کا استحکام : جہاد، غزوہ بدر

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) جہاد کے معنیٰ ہیں:
(۱) نیت کرنا (ب) **کوشش کرنا** (ج) ارادہ کرنا (د) برداشت کرنا

(ب) غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے مد مقابل تھے:
(۱) مشرکین مکہ (ب) یہودی (ج) عیسائی (د) مختلف گروہ

(ج) شام سے آنے والے تجارتی قافلے کا سردار تھا:
(۱) عبد اللہ بن ابی (ب) عمرو بن عبدو د (ج) ابوجہل (د) ابوسفیان

(د) غزوۂ بدر کے موقع پر کافروں نے جو لشکر تیار کیا اس میں شامل سپاہیوں کی تعداد تھی:
(۱) تین سو (ب) پانچ سو **(ج) ایک ہزار** (د) پندرہ سو

(ہ) حق و باطل کا پہلا معرکہ کہا جاتا ہے:
(۱) غزوۂ بدر کو (ب) غزوۂ احد کو (ج) غزوۂ احزاب کو (د) غزوۂ خیبر کو

2. مختصر جواب دیں۔

(۱) جہاد کا معنیٰ اور مفہوم لکھیں؟

جواب: جہاد کے معنیٰ ہیں’’کوشش کرنا اور جدّ وجہد کرنا‘‘ ۔ اسلام میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے جان و مال کو وقف کردینا ہے۔ نیز اپنی تمام مالی ، جسمانی ، اور دماغی قوتوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں صرف کر دینا بھی جہاد ہے۔

(ب) غزوۂ بدر کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: غزوۂ بدر سترہ (۱۷)رمضان المبارک دو ہجری کو مدینہ منورہ کے قریب بدر نامی میدان میں لڑا گیا، اس غزوے میں مسلمانوں کی مشرکین مکہ کے ساتھ جنگ ہوئی۔ اس غزوے میں مسلمانوں کے سپہ سالار حضور اکرم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم تھے اور کافروں کی قیادت ابوجہل کے پاس تھی۔

(ج) غزوۂ بدر میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خدمات انجام دی؟

جواب: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس غزوے میں نہ صرف اپنی قیمتی رائے سے مسلمانوں کو فائدہ پہنچایا ، بلکہ اس غزوے میں اپنی بہادری کے جو ہر بھی دکھائے۔ اس غزوے میں ہر موقع پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیِّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے ہمراہ تھے۔

(د) غزوۂ بدر میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے کیا کارنامہ سر انجام دیا؟

جواب: حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس غزوے میں نہ صرف ولید بن عتبہ جیسے بہادر جنگ جُو کو قتل کیا بلکہ بیس سے زیادہ مشرکوں کا کام تمام کیا۔ آپ نے اس غزوے میں بہادری اور جاں نثاری کی کئی مثالیں قائم فرمائیں۔

(ہ) غزوۂ بدر کے نتائج میں سے کوئی سے دو لکھیں۔

جواب: اس غزوے میں شکست سے کافروں کا زور اور ان کا غرور ٹوٹ گیا۔
غزوۂ بدر حق و باطل کا پہلا معرکہ تھا، جس میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ حق کو فتح یاب کیا۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) جہاد کی فرضیت اور فضیلت بیان کریں۔

جواب: جہاد کے معنیٰ ہیں’’کوشش کرنا اور جدّ وجہد کرنا‘‘ ۔ اسلام میں جہاد سے مراد اللہ تعالیٰ کے دین کی سر بلندی کے لیے جان و مال کو وقف کردینا ہے۔ نیز اپنی تمام مالی ، جسمانی ، اور دماغی قوتوں کو اللہ تعالیٰ کے راستے میں صرف کر دینا بھی جہاد ہے۔

جہاد ایک عظیم الشّان عبادت ہے ، جس میں مسلمان اپنا مال ، وقت ، صلاحیت اور بالآخر اپنی جان ، دین کی حفاظت اور سربلندی کے لیے قربان کر دیتا ہے۔ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے جب سوال کیا گیا کہ افضل ترین عمل کون سا ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا:
ترجمہ:’’ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے راستے میں جہاد کرنا۔
غزوہ اس جنگ کو کہتے ہیں جس میں آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَخود شریک رہے ہوں ، جب کہ سَرِیّہ اس چھوٹے لشکر کو کہتےہیں جسے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے کسی خاص ہدف کے تعاقب میں خود تیار کرکے بھیجا ہو۔

(ب) غزوۂ کے واقعات تحریر کریں۔

جواب: غزوہ بدر 17رمضان المبارک دو ہجری کو لڑائی ہوئی۔ کفّار کی جانب سے عتبہ ، اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید بن عتبہ مسلمانوں سے لڑنے کے لیے آگے آئے ، مسلمانوں کی طرف سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عبیدہ بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقابلہ کیا اور تینوں کافروں کو قتل کر دیا۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم نے اس غزوے میں نہ صرف ولید بن عتبہ جیسے بہادر جنگ جُو کو قتل کیا بلکہ بیس سے زیادہ مشرکوں کا کام تمام کیا۔ آپ نے اس غزوے میں بہادری اور جاں نثاری کی کئی مثالیں قائم فرمائیں۔
اس کے بعد عام لڑائی شروع ہوگئی۔ مُسلمانوں نے دلیری اور اِیمانی جذبے کےساتھ کفّار کا مقابلہ کیا اور ان کے لشکر کو تہس نہس کرکے رکھ دیا۔ اس جنگ میں اللہ تعالیٰ نے مُسلمانوں کی مدد کے لیے فرشتوں کو بھیجا ۔ کافروں کے سردار ابوجہل کا غرور خاک میں ملانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے اسے نو عُمر مجاہدوں حضرت معاذ اور حضرت معوذ رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے ذریعے قتل کروایا۔
رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے غزوۂ بدر کے قید یوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا حکم دیا۔ ان میں جو فِدیہ دے سکتے تھے ، انھیں فِدیہ لے کر آزاد کر دیا گیا ، جو فِدیہ نہیں دے سکتے تھے اور لکھنا پڑھنا جانتے تھے ، انھیں کہا گیا کہ وہ مسلمان بچّوں کو لکھنا پڑھنا سکھا دیں ، یہی ان کا فِدیہ ہے۔ باقی لوگوں کی کسی عِوَض کے بغیر آزاد کر دیا گیا۔ مُسلمانوں کے حُسن سلوک سے متاثر ہو کر بہت سے لوگوں نے اِسلام قبُول کر لیا تھا۔

(د) غزوۂ اُحد

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) غزوۂ اُحد پیش آیا:
(ا) دو ہجری (ب) **تین ہجری** (ج) چار ہجری (د) پانچ ہجری

(ب) غزوۂ اُحد میں مشرکین کا سپہ سالار تھا:
(ا) عبد اللہ بن ابی (ب) عمرو بن عبدود (ج) ابوجہل **(د)** **ابوسفیان**

(ج) منافقین کے سردار کا نام ہے:
(ا) امیہ بن خلف (ب) ابو لہب (ج) ابوجہل **(د)** **عبد اللہ بن ابی**

(د) درّے کے تیر اندازوں کی قیادت سونپی گئی:
(ا) **حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ** (ب) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ہ) غزوۂ احد میں مسلمانوں کےک نقصان کی بڑی وجہ تھی:
(ا) بے موسمی بارش (ب) قوت کی کمی
(ج) **منافقین کی غداری** (د) نظم و ضبط کی کمی اور اطاعت نہ کرنا

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) غزوۂ اُحد کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: غزوۂ اُحد ، غزوۂ بدر کے ایک سال بعد پیش آیا۔ جوکہ مدینہ منورہ کے باہر ہوئی۔

(ب) غزوۂ اُحد کے دو اسباب تحریر کریں۔

جواب: کفار مارے جانے والے لوگوں کے رشتہ دار مسلمانوں سے شکست کا بدلہ لینا چاہتے تھے۔ کفار کو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت ایک خطرہ نظر آرہی تھی۔

(ج) غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خدمت انجام دی؟

جواب: غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وفاداری کی عظیم مثال قائم کی۔ وہ بہت ماہر تیر انداز تھے ، نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ واصحابہ وسلم کی حفاظت کے لیے انھوں نے غزوۂ احد میں ایک ہزار کے لگ بھگ تیر دشمنوں پر چلائے۔

(د) غزوۂ اُحد میں خواتین نے کیا خدمت کی؟

جواب: اس جنگ میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی بہت بہادری دکھائی ۔ حضر ت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخمیوں کو پانی پلاتی اور ان کی مر ہم پٹی کرتی رہیں۔

(ہ) غزوۂ اُحد کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: یہ غزوہ اگرچہ فیصلہ کن تو نہ تھا ، لیکن اس میں مسلمانوں کی تربیت کا سامان موجود تھا۔ اس جنگ نے ثابت کر دیا کہ رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ واصحابہ وسلم کی اطاعت کرنے میں ہی انسانیت کی کامیابی ہے۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) غزوہ اُحد پر نوٹ لکھیں۔

جواب: غزوۂ احد ، غزوہ بدر کے ایک سال بعد پیش آیا۔ بدر کے معرکے میں قریش کے ستر آدمی مارے گئے تھے جن میں ان کے کئی سردار بھی شامل تھے ۔ مشرکین نے جنگ احد کی بہت تیاری کی تھی۔ انہوں نے ایک سال کی تیاری کے بعد 3 ہزار افراد کا لشکر ترتیب دیا تھا۔ اس لشکر کا سپہ سالار ابو سفیا ن تھا۔ اور منافین کا سردار عبد اللہ بن ابی تھا جو کہ ایک سازش کے تحت اپنے 300 ساتھیوں کو لیکر الگ ہوگیا۔ اگلے دن احد پہاڑ کے دامن میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔

اس جنگ میں بہت سی سازشیں ہوئی منافقین نے یہ خبر بھی پھیلائی کہ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَشہید ہوگئے ہیں جس سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہوگئے اور وہ ہمت ہارگئے مگر جیسے ہی ان کو معلوم ہوا کہ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَبالکل ٹھیک ہے وہ واپس اکٹھا ہوئے اورلڑے اس جنگ میں عورتوں نے بھی حصہ لیا۔ اگرچہ اس جنگ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا مگر کفار کو یہ معلوم ہوگیا ہے مسلمان ہر وقت اپنے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے لیے لڑنے کوتیار تھے۔

(ب) غزوۂ اُحد میں مختلف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی خدمت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: غزوۂ اُحد میں دلیری اور جاں نثاری کا مظاہرہ کرنے پر رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ دن تو طلحہ کا ہے۔

غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وفاداری کی عظیم مثال قائم کی۔ وہ بہت ماہر تیر انداز تھے، نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی حفاظت کے لیے انھوں نے غزوۂ احد میں ایک ہزار کے لگ بھگ تیر دشمنوں پر چلائے ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیر چلاتے تھے اور نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فرماتے تھے : سعد تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

اس غزوے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے قریش کے علم بردار طلحہ بن عبد العزی کو قتل کیا ، جس سے مشرکین کی طاقت بہت کم زور ہوگئی تھی ۔ اس غزوے میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے دندان مبارک شہید ہوئے اور بہت سے مسلمانوں نے جام شہادت نوش کیا ، جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

اس جنگ میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی بہت بہادری دکھائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخمیوں کو پانی پلاتی اور ان کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔

(ہ) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ واصحابہ وسلم سے محبت اور اطاعت

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ واصحابہ وسلم کو ہدایت اور رحمت بنا کر بھیجا گیا:

(۱) صرف اہل عرب کے لیے (ب) صرف اہل علم کے لیے

(ج) **ساری انسانیت کے لیے** (د) صرف مسلمانو ں کے لیے

(ب) اطاعت کا معنیٰ ہے:

(۱) بات ماننا (ب) محبت کرنا (ج) اقرار کرنا **(د)** **عشق رکھنا**

(ج) اطاعت نہیں ہوسکتی:

(۱) دولت کے بغیر **(ب)** **محبت کے بغیر** (ج) صحت کے بغیر (د) طاقت کے بغیر

(د) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ واصحابہ وسلم کی اطاعت ہے:

(۱) حضرت آدم علیہ السلام کی اطاعت (ب) حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اطاعت

(ج) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اطاعت **(د)** **اللہ تعالیٰ کی اطاعت**

(ہ) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہٖ واصحابہ وسلم صرف وہی بات فرماتے تھے:

(۱) جو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سننا چاہتے تھے **(ب)** **جو آپ کی طرف وحی کی جاتی تھی**

(ج) جسے سن کر کفار مسلمانوں سے محبت کریں (د) جسے سن کر دل خوش ہوجائیں

2. مختصر جواب دیں۔

(۱) **رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے محبت کیوں ضروری ہے؟**

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں احکام دیے ، ان احکام پر عمل کرنے کا طریقہ حضور اکرم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے سکھایا ہے ۔ اس لیےآپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی اطاعت ہر مسلمان پر لازم ہے اور اطاعت محبت کے بغیر نہیں ہوسکتی۔

(ب) **اطاعت رسول رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَبارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔**

جواب: نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے : تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا ، جب تک میں اسے اس کی اولاد ، والدین اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔

(ج) **اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے محبت کی ایک فضیلت لکھیں۔**

جواب: اہل بیت اطہار رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی محبت کرنے کی تلقین فرمائی ہے۔ ایک دن نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

ترجمہ:''جو مجھ سے محبت کرتا ہے وہ ان دونوں سے محبت کرتا ہے اور ان کے والد اور والدہ سےمحبت کرتا ہے ، ایسا شخص قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا''۔

(د) **نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے محبت کی کیا علامت ہے؟**

جواب: آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی کہی ہوئی ہر بات کو حرفِ آخر سمجھے اور اسی پر عمل کرے۔ حضرت محمد رسول اللہ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی بات ماننا اور اس پر عمل کرنا آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے محبت کی علامت اور شرط ہے۔

(ہ) **صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کس طرح اطاعت رسول رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی پابندی کرتے تھے؟**

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے جو عظیم مقام عطا فرمایا، اس کی سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ صحابہ کرام حضرت رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے ہر حکم پر لبیک کہتے تھے۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی زبان مبارک سے جو بات نکلتی ، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فوراً اس پر عمل شروع کردیتے تھے۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) **نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے محبت اور آپ کی اطاعت پر نوٹ لکھیں۔**

جواب: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر نبی کریم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی محبت لازم قرار دیا ہے۔ قرآن مجید میں واضح طور پر بیان کیا گیا ہے کہ ہر ایک سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ اور اس کے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے محبت ہونی چاہیے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ’’ آپ فرمادیجیے (مسلمانو!) اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیویاں اور تمھارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے خودکمائے ہیں اور وہ تجارت جس میں خسارے سے تم ڈرتے ہو اور وہ گھر جنھیں تم پسند کرتے ہو (اگر یہ سب) تمھیں زیادہ محبوب ہیں اللہ سے اور اُس کے رسول (رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ) سے اور اُس کی راہ میں جہاد کرنے سے تو تم انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ نا فرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا ۔ ‘‘(سورۃ التوبۃ :24)

جواب: حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکوئی بات اپنی طرف سے نہیں فرماتے تھے ، آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَوہی بات فرماتے تھے ، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کی جاتی تھی۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے کامیابی حاصل کرنے کا جو راستہ بتایا ہے ، وہ یہ ہے کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اللہ کے نبی حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اطاعت کرے۔

حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اپنی اُمّت کو حکم دیا کہ وہ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی بات مانے اور آپ کے لائے ہوئے دین پر عمل کرے۔

(د) غزوۂ اُحد

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) غزوۂ اُحد پیش آیا:
(ا) دو ہجری **(ب) تین ہجری** (ج) چار ہجری (د) پانچ ہجری

(ب) غزوۂ اُحد میں مشرکین کا سپہ سالار تھا:
(ا) عبد اللہ بن ابی (ب) عمرو بن عبدود (ج) ابوجہل **(د) ابوسفیان**

(ج) منافقین کے سردار کا نام ہے:
(ا) امیہ بن خلف (ب) ابو لہب (ج) ابوجہل **(د) عبد اللہ بن ابی**

(د) درّے کے تیر اندازوں کی قیادت سونپی گئی:
(ا) حضرت عبد اللہ بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ہ) غزوۂ احد میں مسلمانوں کےک نقصان کی بڑی وجہ تھی:
(ا) بے موسمی بارش (ب) قوت کی کمی
(ج) منافقین کی غداری (د) نظم و ضبط کی کمی اور اطاعت نہ کرنا

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) غزوۂ اُحد کب اور کہاں پیش آیا؟

جواب: غزوۂ اُحد ، غزوۂ بدر کے ایک سال بعد پیش آیا۔ جوکہ مدینہ منورہ کے باہر ہوئی۔

(ب) غزوۂ اُحد کے دو اسباب تحریر کریں۔

جواب: 1۔ان کے مارے جانے والے لوگوں کے رشتہ دار مسلمانوں سے شکست کا بدلہ لینے کے لیے وقف کردیا تھا ۔
2۔کفار کو مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت ایک خطرہ نظر آرہی تھی۔

(ج) غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کیا خدمت انجام دی؟

جواب: غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وفاداری کی عظیم مثال قائم کی۔ وہ بہت ماہر تیر انداز تھے ، رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی حفاظت کے لیے انھوں نے غزوۂ احد میں ایک ہزار کے لگ بھگ تیر دشمنوں پر چلائے۔

(د) غزوۂ اُحد میں خواتین نے کیا خدمت کی؟

جواب: اس جنگ میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی بہت بہادری دکھائی ۔ حضر ت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخمیوں کو پانی پلاتی اور ان کی مر ہم پٹی کرتی رہیں۔

(ہ) غزوۂ اُحد کا کیا نتیجہ نکلا؟

جواب: یہ غزوہ اگرچہ فیصلہ کن تو نہ تھا ، لیکن اس میں مسلمانوں کی تربیت کا سامان موجود تھا۔ اس جنگ نے ثابت کر دیا کہ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی اطاعت کرنے میں ہی انسانیت کی کامیابی ہے۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) غزوہ اُحد پر نوٹ لکھیں۔

جواب: غزوۂ احد ، غزوہ بدر کے ایک سال بعد پیش آیا۔ بدر کے معرکے میں قریش کے ستر آدمی مارے گئے تھے جن میں ان کے کئی سردار بھی شامل تھے ۔ مشرکین نے جنگ احد کی بہت تیاری کی تھی۔ انہوں نے ایک سال کی تیاری کے بعد 3 ہزار افراد کا لشکر ترتیب دیا تھا۔ اس لشکر کا سپہ سالار ابو سفیا ن تھا۔ اور منافین کا سردار عبد اللہ بن ابی تھا جو کہ ایک سازش کے تحت اپنے 300 ساتھیوں کو لیکر الگ ہوگیا۔ اگلے دن احد پہاڑ کے دامن میں دونوں فوجیں آمنے سامنے ہوئیں۔

اس جنگ میں بہت سی سازشیں ہوئی منافقین نے یہ خبر بھی پھیلائی کہ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَشہید ہوگئے ہیں جس سے مسلمانوں کے حوصلے پست ہوگئے اور وہ ہمت ہارگئے مگر جیسے ہی ان کو معلوم ہوا کہ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بالکل ٹھیک ہے وہ واپس اکٹھا ہوئے اورلڑے اس جنگ میں عورتوں نے بھی حصہ لیا۔ اگرچہ اس جنگ کا کوئی نتیجہ نہ نکلا مگر کفار کو یہ معلوم ہوگیا ہے مسلمان ہر وقت اپنے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے لیے لڑنے کوتیار تھے۔

(ب) غزوۂ اُحد میں مختلف صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کی خدمت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: غزوۂ اُحد میں دلیری اور جاں نثاری کا مظاہرہ کرنے پر رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا تھا کہ یہ دن تو طلحہ کا ہے۔

غزوۂ اُحد میں حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی وفاداری کی عظیم مثال قائم کی۔ وہ بہت ماہر تیر انداز تھے، رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی حفاظت کے لیے انھوں نے غزوۂ احد میں ایک ہزار کے لگ بھگ تیر دشمنوں پر چلائے ۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ تیر چلاتے تھے اور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَفرماتے تھے : سعد تیر چلاؤ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں۔

اس غزوے میں حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے قریش کے علم بردار طلحہ بن عبد العزی کو قتل کیا ، جس سے مشرکین کی طاقت بہت کم زور ہوگئی تھی ۔ اس غزوے میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے دندان مبارک شہید ہوئے اور بہت سے مسلمانوں نے جامِ شہادت نوش کیا ، جن میں حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔

اس جنگ میں مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین نے بھی بہت بہادری دکھائی۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا زخمیوں کو پانی پلاتی اور ان کی مرہم پٹی کرتی رہیں۔

(د) حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَگھٹی دیتے تھے:
(ا) شہری بچے کو (ب) دیہاتی بچے کو **(ج) نومولود بچے کو** (د) بیمار بچے کو

(ب) حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے ہیں:
(ا) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت اسامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **(د)** حضرت عبدا للہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خدمت کی:
(ا) پانچ سال **(ب) دس سال** (ج) پندرہ سال (د) بیس سال

(د) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سردار قرار دیا:
(ا) شہیدوں کے (ب) علما ء کے **(ج) جنتی نوجوانوں کے** (د) قبیلہ قریش کے

(ه) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنواسی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ہیں:

(۱) **حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا** (ب) حضرت رُقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) حضرت ام کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت فاطمۃ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2. مختصر جواب دیں۔

(۱) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنومولود بچے کے ساتھ کیا معاملہ فرماتے تھے؟

جواب: جب کوئی نومولود بچہ آپ کی خدمت میں لایا جاتا تو آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاس کے سر پر ہاتھ پھیرتے ، اسے گھٹی دیتے اور اس کے لیے برکت کی دعا فرماتے ۔

(ب) حضرات حسنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی ایک فضیلت تحریر کریں۔

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جنّتی نوجوانوں کا سردار قرارد یا اور فرمایا:
ترجمہ:''جنّتی نوجوانوں کے سردار حسن اور حسین ہیں۔''

(ج) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نبی کریم کی شفقت کا حال تحریر کریں۔

جواب: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس سال ہمارے نبی رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ وہ کہتے ہیں کہ اِن دس سالوں میں آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے مجھے کبھی مارا اور نہ ہی ڈانٹا۔

(د) حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اپنی نواسی حضرت امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کس طرح محبت کا اظہار فرمایا؟

جواب: آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا کہ یہ ہار میں اپنے گھر والوں میں سے اُسے دوں گا جو مجھے سب سے زیادہ پیارا ہے۔ پھرآپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بیٹی سیدہ اُمامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بلوایا اور وہ ہار اُن کے گلے میں ڈال دیا۔

(ه) یتیم کی کفالت کے بارے میں ایک حدیث مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: آپ نے فرمایا:ترجمہ''میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے۔ (یہ بات فرماتے ہوئے آپ نے اپنی دو انگلیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ملایا''۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) حضر ت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے بچّوں کے ساتھ حسن سلوک کو مثالوں سے واضح کیجیے۔

جواب: بچوں سے محبت کرنا ان پر شفقت کرنا ان کی تربیت کرنا اور ان کا خیال رکھنا نبی کریم محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ
کی مبارک سنت ہے۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَبچوں سے بہت محبت فرماتے تھے۔ آپ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَبچوں کو خود سلام کرتے تھے۔ اگر آپ نماز میں کسی بچے کے رونے کی آواز سن لیتے تو نماز کو مختصر کر دیا کرتے تھے۔ آپ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنو مولود بچوں کے سر پر ہاتھ پھیرتے اور ان کو گھٹی دیتے تھے۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے منہ بولے بیٹے حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیٹے تھے۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاِن سے بہت محبّت فرماتے اور ان کی تربیت فرماتے تھے ۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عظیم مقام و مرتبہ حاصل کیا۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دس سال ہمارے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی خدمت کرنے کا موقع ملا۔ وہ کہتے ہیں کہ اِن دس سالوں میں آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے مجھے کبھی مارا اور نہ ہی ڈانٹا۔

(ز) حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ایفائے عہد

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) ایفائے عہد سے مراد ہے:

(۱) وعدہ پورا کرنا (ب) وعدہ کرنا (ج) وعدہ لینا (د) وعدہ توڑنا

(ب) جو وعدہ پورا نہیں کرتا اس کا نہیں ہے:

(۱) مال (ب) عہدہ **(ج) دین** (د) احسان

(ج) منافق کی نشانی ہے کہ وہ جب وعدہ کرتا ہے تو:

(۱) نبھاتا ہے (ب) بھول جاتا ہے **(ج) وعدہ خلافی کرتا ہے** (د) وعدہ پورا کرتاہے

(د) مشرکینِ مکّہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا تھا:

(۱) ہجرتِ حبشہ کے موقع پر (ب) ہجرتِ مدینہ کے موقع پر

(ج) غزوۂ بدر کے موقع پر (د) غزوۂ احد کے موقع پر

(ھ) لوگ اعتماد نہیں کرتے:

(۱) دولت مند پر (ب) غریب پر

(ج) ان پڑھ پر **(د) وعدہ توڑنے والے پر**

2. مختصر جواب دیں۔

(۱) ایفائے عہد کا معنیٰ و مفہوم لکھیں۔

جواب: ایفاء کا معنیٰ ہے: پورا کرنا ، عہد کا معنیٰ ہے : وعدہ ۔ ایفائے عہد کا معنیٰ ہے وعدہ پورا کرنا ، انسان اگر کسی سے کوئی وعدہ کرے تو اسے پورا کرے۔ وعدے کی پابندی ہمارے دین کا حکم ہے۔

(ب) وعدے کی پابندی پر ایک آیت مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں وعدہ پورا کرنے کی بہت تاکید فرمائی ہے ، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:''عہد کو پورا کرو بے شک عہد کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

(ج) وعدے کی پابندی پر ایک حدیث مبارکہ لکھیں۔

جواب: حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے وعدہ پورا کرنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا:''جو وعدہ پورا نہیں کرتا اس کا کوئی دین نہیں ہے۔''

(د) وعدے کی پابندی کے دو فوائد تحریر کریں۔

جواب: وعدہ پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتاہے۔

وعدہ پورا کرنا رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت ہے۔

(ھ) عہد شکنی کے دو نقصانات تحریر کریں۔

جواب: عہد شکنی کرنے کا سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ ایسا کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

ایسا شخص کبھی سکون اور اطمینان کی زندگی نہیں گزار سکتا۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) قرآن سنّت کی روشنی میں اِیفائے عہد کی اہمیّت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: ایفاء کا معنیٰ ہے: پورا کرنا ، عہد کا معنیٰ ہے : وعدہ ۔ ایفائے عہد کا معنیٰ ہے وعدہ پورا کرنا ، انسان اگر کسی سے کوئی وعدہ کرے تو اسے پورا کرے۔ وعدے کی پابندی ہمارے دین کا حکم ہے۔

وعدہ پورا کرنے سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتاہے۔ وعدہ پورا کرنا رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سنت ہے۔ وعدہ پورا کرنے سے عزت بڑھتی ہے۔

عہد شکنی کرنے کا سب سے بڑا نقصان تو یہ ہے کہ ایسا کرنے والے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

ایسا شخص کبھی سکون اور اطمینان کی زندگی نہیں گزار سکتا۔

لوگ نہ اس کی عزت کرتے ہیں اور نہ اس پر اعتماد کرتے ہیں۔

(ب) حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سیرتِ طیّبہ سے ایفائے عہد کی مثالیں بیان کیجیے۔

جواب: اعلان نبوّت سے پہلے حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا کسی شخص کے ساتھ معاملہ ہوا اور یہ طے ہوا کہ فلاں جگہ پر کل ملاقات کریں گے۔ دن ، جگہ اور وقت سب طے ہوگیا ۔ جب وقتِ مقرّرہ آیا تو حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اس جگہ پر تشریف لے گئے۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ وہاں جا کر کھڑے ہوگئے ، مگر وہ شخص اس

جگہ نہیں آیا ، انتظارکرتے ہوئے کئی گھنٹے گزر گئے ، مگر وہ شخص نہیں آیا۔ تین دن تک مسلسل حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اس شخص کا انتظا ر کیا۔ صرف ضرورت کے لیے گھر جاتے ، پھر واپس اسی جگہ تشریف لے آتے۔ تین دن بعد جب وہ صاحب آئے تو آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے صرف اتنا فرمایا کہ تم نے وعدے کے مطابق نہ آکر مجھے تکلیف پہنچائی ۔

غزوۂ بدر کے موقع پر مشرکین مکّہ نے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو گرفتار کر لیا اور پھر اس شرط پر آزاد کیا کہ وہ غزوۂ بدر میں ہمارے خلاف شریک نہیں ہوں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آزاد ہونے کے لیے یہ وعدہ کیا۔ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ سے ملاقات ہوئی ، سارا واقعہ سنایا اور غزوۂ بدر میں ساتھ چلنے کا ارادہ بھی ظاہر فرمایا۔ لیکن حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے انھیں غزوۂ بدرمیں شریک ہونے سے منع کر دیا ، کیوں کہ وہ مشرکین کے ساتھ وعدہ کرآئے تھے کہ شریک نہیں ہوں گے ۔

باب چہارم (الف) مشاورت کی اہمیت

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) کسی بھی معاملے پر دوسروں کی رائے لینا کہلاتا ہے:
(ا) رواداری (ب) **مشاورت** (ج) میانہ روی (د) عدل

(ب) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو مشورہ لینے کا حکم دیا گیا:
(ا) فرشتو ں سے (ب) ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنھن سے
(ج) **صحابہ ٔ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم** (د) نوجوانوں سے

(ج) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مشورہ لیا:
(ا) غزوۂ بدر کے موقع پر (ب) مواخاتِ مدینہ کے موقع پر
(ج) میثاق مدینہ کے موقع پر (د) **صلح حدیبیہ کے موقع پر**

(د) غزوۂ خندق کے موقع پر خندق کھودنے کا مشور ہ دیا:
(ا) حضرت صہیب رومی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے
(ج) حضرت بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (د) **حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے**

(ہ) مشورہ کرنے والا انسان بچ جاتا ہے:
(ا) موت سے (ب) **غلطی سے** (ج) بیماری سے
(د) غریبی سے

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) مشاورت کا معنیٰ و مفہوم تحریر کیجیے۔

جواب: مشاورت کا معنیٰ ہے: ''مشورہ کرنا '' یعنی کسی بھی معاملے پر دُوسروں کی رائے لینا۔ فیصلہ کرنے کے لیے عقل مند اور دانا لوگوں سے مشورہ لینا سمجھ دار لوگوں کا شیوہ ہے۔ مشاورت سے نہ صرف فیصلہ کرنے میں آسانی ہوتی ہے بلکہ انسان نقصان اور غلطیوں سے بھی بچ جاتا ہے۔

(ب) مشاور ت کے بارے میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا اسوۂ حسنہ کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو اتنا علم عطا کیا جو پوری کائنات میں کسی کو نہیں عطا کیا اس کے باوجود آپ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَتمام معاملات میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔

(ج) مشاورت کی اہمیت پر ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: آپ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا: جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔

(د) مشاورت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنھم کو اللہ تعالیٰ نے بے پناہ علم سے نوازا تھا ، اس کے باوجود وہ اُمّتِ مسلمہ کے فیصلہ تن تنہا نہیں کیا کرتے تھے ، بلکہ کسی بھی اہم معاملے کا فیصلہ کرنے کے لیے مجلس مشاورت منعقد کی جاتی تھی ، سب کی رائے لی جاتی تھی اور پھر کسی کام کا فیصلہ کیا جاتا تھا۔ اسلامی تاریخی میں ایسی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔

(ھ) سمجھ دار لوگوں سے مشورہ کرنے کے دو فائدے تحریر کیجیے۔

جواب: مشورے سے اپنے کام کرنے والے شخص کو درج فوائد حاصل ہوتے ہیں:

(۱) ایسا انسان فیصلہ کرنے میں غلطی سے بچ جاتا ہے۔

(۲) بہت سی ایسی چیزیں معلوم ہوجاتی ہیں جو پہلے علم میں نہیں تھیں۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) قرآن و سنّت کی روشنی میں مشاورت کی اہمیت بیان کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکو جتنا علم عطا فرمایا، اپنی ساری مخلوق میں کسی کو اتنا علم عطا نہیں فرمایا، اس کے باوجود آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَتمام معاملات میں اپنے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مشورہ فرمایا کرتے تھے۔

غزوۂ خندق کے موقع پر جب آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے مدینہ منّورہ کی حفاظت کے لیے اپنے صحابہ سے مشورہ لیا تو حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ منورہ کے راستوں میں ایک خندق کھودنے کا مشورہ دیا تھا۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ان کے مشورے کو پسند فرمایا ، اس پر عمل کیا اور اس حکمتِ عملی کی وجہ سے غزوۂ خندق میں کافروں کو عبرت ناک شکست ہوئی۔

رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے غزوۂ بدر کے قیدیوں کے بارے میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مشور ہ کیا تھا۔ اسی طرح صلح حدیبیہ کے موقع پر آپ نے اپنی زوجۂ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے مشورہ فرمایا تھا۔

(ب) صبر و تحمل

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) صبر کرنے والےمحفوظ رہتے ہیں:

(۱) موت سے (ب) بیماری سے (ج) بڑھاپے سے **(د) خسارے سے**

(ب) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَپر پتھر برسائے:

(۱) طائف والوں نے (ب) حبشہ والوں نے (ج) ابو لہب نے (د) یہودیوں نے

(ج) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے دندان مبارک شہید ہوئے:

(۱) غزوۂ بدر میں **(ب) غزوۂ احد میں** (ج) غزوۂ احزاب میں (د) غزوۂ تبوک میں

(د) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے پیٹ مبارک پر دو پتھر باندھے:

(۱) غزوۂ بدر میں (ب) غزوۂ احدمیں **(ج) غزوۂ احزاب میں** (د) غزوۂ حنین میں

(ھ) صبر انسان کو قریب کرتا ہے:

(۱) موت کے (ب) دوستوں کے (ج) علم کے **(د) اللہ تعالیٰ کے**

2. مختصر جواب دیں۔

(۱) صبر و تحمل کا کیا معنیٰ ہے؟

جواب: صبرو تحمل عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ صبر کے معنیٰ’’ اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور رک جانا‘‘ کے ہیں۔ تحمل کے معنیٰ برداشت کے ہیں۔ کسی حادثے ، تکلیف یا دکھ درد کو شکوہ و شکایت کے بجائے خاموشی سے برداشت کر لینا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا صبرو تحمل کہلاتا ہے۔

(ب) قرآن مجید میں صبر و تحمل کی کیا فضیلت بیان کی گئی ہے؟

جواب: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:''قسم ہے (تیزی سے گزرتے ہوئے) زمانے کی ۔ بے شک انسان یقیناً نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔(سورۃ العصر:1-3)

(ج) صبرو تحمل سے متعلّق ایک حدیثِ نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد ہے:
ترجمہ:''صبر روشنی ہے۔''

(د) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے صبر و تحمل کی دو مثالیں لکھیں۔

جواب: 1۔غزوۂ احزاب میں بھوک کی شدت سے آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے پیٹ پر دو پتھر باندھے ۔ مگر آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اس پر صبر کیا۔
2۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور اپنی صاحب زادی حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنھا کے انتقال پر بے انتہا صبر کا مظاہرہ ۔

(ہ) صبر و تحمل کےدو فائدے لکھیں۔

جواب: 1۔صبر کرنا حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی سنت ہے۔
2۔صبر کرنے والا انسان تکلیف میں بہت سی نیکیاں حاصل کرنےوالا بن جاتا ہے۔

3۔ تفصیلی جواب دیں۔

(ا) اسلامی تعلیمات کی روشنی میں صبر و تحمل پر نوٹ لکھیں۔

جواب: صبرو تحمل عربی زبان کے الفاظ ہیں۔ صبر کے معنیٰ'' اپنے آپ کو قابو میں رکھنا اور رک جانا'' کے ہیں۔ تحمل کے معنیٰ برداشت کے ہیں۔ کسی حادثے ، تکلیف یا دکھ درد کو شکوہ و شکایت کے بجائے خاموشی سے برداشت کر لینا اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنا صبرو تحمل کہلاتا ہے۔
اللہ تعالیٰ کو صبر بہت پسند ہے۔ قرآن مجید میں صبر کو انبیاء کرام علیہم السلام کی صفت قرار دیا گیا ہے۔ صبر کرنے والوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مدد و نصرت کا وعدہ کیا گیا ہے۔ صبر کو اللہ تعالیٰ کی مدد کے حصول کا ذریعہ بتایا گیا ہے۔ صبر پر قائم رہنے والوں اور ایک دوسرے کی صبر کی تلقین کرنے والوں کو خسارے سے محفوظ قرار دیا گیا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ:''قسم ہے (تیزی سے گزرتے ہوئے) زمانے کی ۔ بے شک انسان یقیناً نقصان میں ہے۔ سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی۔ اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔
رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد ہے:
ترجمہ:''صبر روشنی ہے۔''

(ج) اسلامی آداب زندگی

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) آداب جمع ہے:
(ا) تادیب کی (ب) **ادب کی** (ج) ادیب کی (د) مؤدّب کی

(ب) راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا شان ہے:
(ا) **مسلمان کی** (ب) عالم دین کی (ج) طالبِ علم کی (د) حکمران کی

(ج) ایمان کا سب سے افضل شعبہ ہے:
(ا) حیا (ب) **لا الہ الا اللہ** (ج) تجارت (د) راستہ سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا

(د) چلتے ہوئے ہمارا انداز ہونا چاہیے:
(ا) شاعرانہ (ب) اکڑوالا (ج) لاپرواہی والا (د) **عاجزی والا**

(ہ) راستہ میں چلنے کا ایک ادب ہے:
(ا) دوڑ کر چلنا (ب) **آہستہ چلنا** (ج) نگاہوں کو جھکا کر چلنا (د) لوگوں سے آگے آگے چلنا

2. مختصر جواب دیں۔

(۱) آدابِ زندگی سے کیا مراد ہے؟

جواب: آداب ، ادب کی جمع ہے ۔ ادب سے مراد اچھے اخلاق کو اپنا نا اور برے کاموں سے بچنا ہے۔ انسانی زندگی کے رات دن کے معاملات رہنے سہنے ، اٹھنے بیٹھنے ، چلنے پھرنے ، بولنے چالنے ، کھانے پینے ، سونے جاگنے وغیرہ کے وہ تمام مہذّب طریقے جو اسلام نے ضروری قرار دیے ہیں ، انھین آداب زندگی کہتے ہیں۔

(ب) راستوں کے حق کے بارے میں ایک حدیث کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا:''ایمان کے ستّر اور کچھ شعبے ہیں ، اس میں سب سے افضل لا الہ الا للہ اور سب سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دُور کرنا ہے ، اور حیا ایمان کا حصہ ہے۔''

(ج) سڑک عبور کرتے ہوئے کس اصول کا خیال رکھنا چاہیے؟

جواب: راستے عبور کرتے ہوئے اور چلتے پھرتے ہوئے اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہیے اگر راستے میں کوئی چیز پڑی ہے تو اُسے اٹھا دینا چاہیے۔

(د) راستوں اور سفر کے آداب چھوڑ دینے سے کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب: انھیں چھوڑ دینے سے معاشرے کو بہت سے نقصانات لاحق ہوجاتے ہیں ۔ جب لوگ راستوں پر قبضہ کر لیتے ہیں یا عمارتیں کھڑی کر دیتے ہیں تو راستے تنگ ہوجاتے ہیں اور وہ علاقے رہائش کے قابل نہیں رہتے۔ نالوں کے اوپر ناجائز تعمیرات نہ صرف سیلاب کا سبب بنتی ہیں بلکہ دُوسرے بھی بہت سے نقصانات ساتھ لاتی ہیں۔

(ھ) اسلام میں راستے اور سفر کے آداب میں سے دو تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر اور اس سے مدد طلب کرکے گھر سے نکلنا چاہیے۔

سفر کے دوران میں اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مسافر بندوں کی دعاقبول فرماتے ہیں۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) اسلامی تعلیمات میں راستوں کے بارے میں کیا ہدایات دی گئی ہیں؟

جواب: اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ کر اور اس سے مدد طلب کرکے گھر سے نکلنا چاہیے۔

سفر کے دوران میں اللہ تعالیٰ سے کثرت سے دعا مانگنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ اپنے مسافر بندوں کی دعاقبول فرماتے ہیں۔

چلتے ہوئے ہمارا انداز عاجزی والا ہونا چاہیے۔

عوامی جگہوں پر بھاگنے دوڑنے اور بے ہنگم طریقے سے چلنے کو پسند نہیں کیا گیا۔

ہمارے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَراستوں کو بند کرنے اور ان میں رکاوٹ ڈالنے کو پسند نہیں فرماتے تھے۔

راستے عبور کرتے ہوئے اور چلتے پھرتے ہوئے اپنے آپ کو خطرے میں نہیں ڈالنا چاہیے۔ اگر راستہ میں کوئی چیز پڑی ہو تو اُسے اٹھا دینا چاہیے۔

اگر کسی کو ہماری مدد کی ضرورت ہوتواُس کی مدد کرنی چاہیے۔

راستے میں اگر کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ہو تو اسے ہٹا دینا چاہیے۔

راستے میں چلتے ہوئے بلاضرورت لوگوں کے چہروں کو نہیں تاڑنا چاہیے۔

بلندی پر چڑھتے ہوئے ''اللہ اکبر'' اور نیچے کی طرف اُترتے ہوئے ''سبحان اللہ '' کہنا چاہیے۔

ہمارے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَہر ملنے والے کو سلام کرتے تھے اور جب کوئی دُوسرا سلام کرتا تو آپ اس کے سلام کا جواب دیتے تھے۔

(ب) راستہ کے آداب تحریر کیجیے۔

جواب: عوامی مقامات ، پارکوں اور سیر گاہوں میں کوڑا کرکٹ پھینکا بد تہذیبی اور جہالت ہے۔ ان جگہوں پر کوڑا کرکٹ اور کچرا پھینکنے سے نہ صرف ان کا حسن ماند پڑ جاتا ہے بلکہ انسانوں اور جانوروں کے لیے بہت تکلیف کا باعث بنتا ہے۔

اسلام نے راستے اور عوامی مقامات کے بارے میں مکمل ہدایات دی ہیں اور ان کے آداب سکھائے ہیں۔ راستوں کو مسافروں اور آنے جانے والوں کے لے دشوار نہ بنایا جائے۔ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹا دیتا ہے۔ نبی محمد رسول اللہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ستر اور کچھ شعبے ہیں ان میں سب سے افضل لا اِلہ الا اللہ اور سب سے ادنی راستے سے تکلیف دہ چیز کو دورکرنا ہے اور حیا ایمان کا حصہ ہے۔

حضرت معاویہ بن قرہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَ کے صحابی حضرت معقل مزنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تھا۔ انھوں نے راستے سے کوئی تکلیف دہ چیز ہٹائی۔

(د) بُری عادات سے اِجتناب

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) کسی دوسرے کی چیز زبردستی لے لینا کہلاتا ہے:
(ا) چوری (ب) **غصب** (ج) دھوکا (د) سود

(ب) کسی سے حقیقت چھپا کر کوئی بات یا معاملہ کرنا کہلاتا ہے:
(ا) دھوکا (ب) ڈاکا (ج) لقطہ (د) غیبت

(ج) اسلام میں چور کی سزا ہے:
(ا) پانچ سال قید (ب) جلا وطن کرنا (ج) سو کوڑے
(د) ہاتھ کاٹنا

(د) جو چیز ہمیں کہیں گری پڑی ملے اسے شریعت میں کہتے ہیں:
(ا) لقطہ (ب) غصب (ج) قسمت (د) تقدیر

(ھ) چوری کی عادت انسان کو بنادیتی ہے:
(ا) امیر (ب) مقروض (ج) نکما **(د) کافر**

2. مختصر جواب دیں۔

(ا) چوری کسے کہتے ہیں؟

جواب: خفیہ طریقے سے کسی کا محفوظ مال اُٹھا لینا 'چوری' کہلاتا ہے۔ چوری کرنے والے کو 'چور' کہتے ہیں۔

(ب) چوری اور دھوکا دہی کی مذمت میں ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ایک دوسرے کے ناحق مال کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:
ترجمہ:''اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ۔

(ج) چوری اور دھوکا دہی کی مذمت میں ایک حدیثِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی الِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلّمَنے ارشاد فرمایا:
۱۔ ''کسی شخص کا مال اس کی دلی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔''
۲۔ ''اللہ تعالیٰ نے چوری کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔''

(د) اسلام میں چوری کی کیا سزا ہے؟

جواب: چوری کرنے والا مرد اور چوری کرنے والی عورت ، تواِن دونوں کےہاتھ کاٹ دو۔

(ھ) لقطہ کسے کہتے ہیں اور اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب: لقطہ کا معنیٰ ہے : گراپڑا مال۔ گرا پڑا مال اٹھانا جائز نہیں ، جب کہ گرا پڑا مال مالک تک پہنچانے کی نیت سے اٹھانا ہوتو جائز ہے، لیکن اپنے لیے اٹھا لینا شرعا گنا ہ ہے اور یہ غصب کے حکم میں ہوتا ہے۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) چوری ، غصب اور دھوکا دہی میں کیا فرق ہے؟

جواب: خفیہ طریقے سے کسی کا محفوظ مال اُٹھا لینا 'چوری' کہلاتا ہے۔ چوری کرنے والے کو 'چور' کہتے ہیں۔ کسی دوسرے کی چیز زبردستی لے لینا 'غصب' کہلاتا ہے، غصب کرنے والے کو 'غاصب ' کہتے ہیں۔
کسی سے حقیقت چھپا کر کوئی بات یا کوئی معاملہ کرنا 'دھوکا دہی ' کہلاتا ہے، دھوکا دہی کرنے والے کو 'دھوکے باز ' کہتے ہیں۔
چوری ، غصب اور دھوکا دہی کا مفہوم بہت وسیع ہے۔ عام طور پر چوری صرف اس بات کو سمجھا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص کسی کے گھر میں چھپ کر داخل ہو اور کسی کا قیمتی سامان لوٹ کر لے جائے۔ مگر اسلام میں ان چیزوں کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ فرائض کو پورانہ کرنا اور اپنی ذمہ داریوں میں کوتاہی کرنا بھی چوری ہی کی ایک قسم ہے۔

(ب) قرآن و سنّت کی روشنی میں چوری ، غصب اور دھوکا دہی کی مذمت تحریر کریں۔

جواب: قرآن مجید میں چوری ، غصب اور دھوکا دہی کو گناہ قراردیا گیا ہے۔ چوری ، غصب اور دھوکا دہی سے حاصل کیے گئے مال کو حرام قرار دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو ایک دوسرے کے ناحق مال کھانے سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:’’ اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ ۔

رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا:

۱۔ ’’کسی شخص کا مال اس کی دلی اجازت کے بغیر استعمال کرنا جائزنہیں ہے۔‘‘

۲۔ ’’اللہ تعالیٰ نے چوری کرنے والے پر لعنت فرمائی ہے۔‘‘

(ج) چوری ، غصب اور دھوکا دہی سے معاشرے کو کیا نقصان ہوتا ہے؟

جواب: چوری ، غصب اور دھوکا دہی سے انسان کو جو نقصان ہوتے ہیں ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

ایسے شخص سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔

دنیا اور آخرت میں ذلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

چوری کی عادت انسان کو نکما بنا دیتی ہے۔

لوگوں کا اعتماد چوری کرنے والے سے ختم ہوجاتا ہے۔

وہ اپنی عزّت اپنے ہاتھوں برباد کر لیتا ہے۔

اس جرم کی سزا دُنیا میں بھی ملتی ہے اور آخرت میں بھی۔

چور محنت سے خود کوئی کام نہیں کرتا بس اس تاک میں رہتا ہے کہ کسی کامال چرا لے۔

چور کو سب برا سمجھتے ہیں ، اس کے اس برے کام کے اثرات اس کے گھر والوں پر اور پورے معاشرے پر پڑتے ہیں۔

معاشرے میں بدامنی اور بے سکونی ہوجاتی ہے۔

(باب پنجم) حُسن معاملات و معاشرت

(الف) حقوق العباد

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) دنیا میں انسان کا سب سے پہلا اور بڑا تعلق ہے:

(۱) استاد سے (ب) پڑوسی سے

(ج) بہن بھائیوں سے **(د) والدین سے**

(ب) ماں باپ سے بات کرنی چاہیے:

(۱) آہستہ آواز میں (ب) سرگوشی کرکے

(ج) نرم لہجے میں (د) دن میں دو مرتبہ

(ج) بہن بھائیوں کی چیز بھی استعمال نہیں کرسکتے:

(۱) ان کی غیر موجودگی میں (ب) ان کی موجودگی میں

(ج) ان کی اجازت سے **(د) بغیر اجازت کے**

(د) دوگنا اجر ملتا ہے اگر صدقہ دیا جائے:

(۱) نادار کو **(ب) رشتہ دار کو** (ج) معذور کو (د) قیدی کو

(ھ) رشتہ دار کے حقوق ادا نہ کرنے والاداخل نہیں ہوگا:

(۱) جنت میں (ب) جہنم میں (ج) قبر میں (د) مسجد میں

2. خالی جگہ پر کریں۔

(۱) بڑے بہن بھائیوں کی عزّت و احترام کرنا اور ان کا کہا ماننا **<u>نیکی ہے</u>**۔

(ب) صِلہ رحمی کا معنی ہے ’’ تمام رشتہ داروں کے ساتھ تعلّق **<u>جوڑ</u>**کررکھنا‘‘۔

(ج) ماں باپ کے رشتہ داروں سے **<u>اچھا</u>** سلوک کرنا چاہیے۔

(د) رشتہ دار کے حقوق ادا نہ کرنے والا **<u>جنت</u>** میں داخل نہیں ہوگا۔

(ھ) رشتہ دار کو صدقہ دینے سے **<u>دوگنا</u>** ثواب ملتا ہے۔

3. مختصر جواب دیں:

(الف) حقوق العباد سے کیا مراد ہے؟

جواب: حقوق العباد سے مراد ہے بندوں کے حقوق۔ اسلام میں حقوق اللہ تعالیٰ کے بعد حقوق العباد کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ حقوق العباد اس سے بڑھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اپنے حقوق یعنی نماز ، روزہ ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی میں غفلت کو معاف کردے گا، لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے۔

(ب) ماں باپ کے حقوق کے بارے میں ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اسلام نے اللہ تعالیٰ کے حق کے بعد سب سے بڑا حق والدین کا ہی بتایا ہے۔ قرآن مجید میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:''اور والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔''

(ج) ماں باپ کے حقوق کے بارے میں ایک حدیثِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا:تم اور تمھارا مال تمھارے والد کی ملکیت ہیں۔

(د) بہن بھائیوں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیث لکھیں۔

جواب: آپ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے فرمایاکہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسے ہی جیسے باپ کا حق اپنے بیٹے پر۔

(ہ) رشتے داروں کے حقوق کے بارے میں ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:

ترجمہ:'' اور رشتہ دار کو اُس کا حق ادا کرو۔

4۔ تفصیلی جواب دیں۔

(ا) اسلام میں حقوق العباد کا مفہوم بیان کرتے ہوئے والدین کے حقوق پر روشنی ڈالیں۔

جواب: حقوق العباد سے مراد ہے بندوں کے حقوق۔ اسلام میں حقوق اللہ تعالیٰ کے بعد حقوق العباد کو بہت اہمیت دی گئی ہے۔ حقوق العباد اس سے بڑھ جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ چاہے گا تو اپنے حقوق یعنی نماز ، روزہ ، زکوٰۃ اور حج کی ادائیگی میں غفلت کو معاف کردے گا، لیکن حقوق العباد معاف نہیں ہوں گے۔ جب تک وہ شخص جس کی حق تلفی ہوئی ہوگی خود معاف نہ کردے۔

ماں باپ اپنی اولاد کے لیے ہر دکھ اور تکلیف خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں۔ماں باپ چاہتے ہیں کہ ان کی اولاد ہمیشہ خوش رہے۔وہ اولاد کی خوشی کے لیے کسی قربانی سے دریغ نہیں کرتے۔ ماں باپ خود بے آرام ہوجاتے ہیں لیکن اولاد کا آرام نہیں ہونے دیتے۔

حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے یہ بھی فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی رضا باپ کی رضا میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی باپ کی ناراضی میں ہے۔''

(ب) رشتہ داروں اور بالخصوص بہن بھائیوں کےحقوق بیان کریں۔

جواب: بڑے بہن بھائیوں کی عزّت و احترام کرنا اور ان کا کہنا ماننا بھی اسی طرح ضروری ہے جیسے ماں باپ کا حکم ماننا ضروری ہے ۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسے ہی جیسے باپ کا حق اپنے بیٹے پر۔

چھوٹے بہن بھائیوں پر شفقت کرنا ، ان سے نرمی سے پیش آنا اور ان کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے۔ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا کہ جو چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا وہ ہم میں نہیں ہے۔

اگر بہن بھائیوں سے کسی بات پر ناراض ہوجائیں تو جلد ہی صلح کر لینی چاہیے ، کیوں کہ تین دن سے زیادہ ناراض رہنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ہے۔

والدین اور بہن بھائیوں کے بعد انسان کا قریبی تعلّق اپنے خونی رشتہ داروں سے ہوتا ہے۔ ان میں چچا ، ماموں ، خالہ ، پھوپھی ، ان کی اولاد اور دوسرے رشتہ دار شامل ہوتے ہیں۔ رشتہ داروں کے ہرلحاظ سےاَخلاقی اور مالی مدد کرنا ، خوشی اور غم کے موقعوں پر ان کا ساتھ دینا، بیماری میں ان کی عیادت کرنا ، ان کی غیر موجودگی میں ان کے گھر اور بچوں کا خیال رکھنا اور جب وہ مدد کے لیے بلائیں تو ان کی مدد کرنا ہر مسلمان کافرض ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:'' اور رشتہ دار کو اُس کا حق اداکرو۔

(ب) عدل و احسان

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا ہے:

(۱) **صدقہ** (ب) دعا (ج) تسبیح (د) تحمید

(ب) جن خوش نصیبوں کو اللہ تعالیٰ کے عرش کے سائے میں جگہ ملے گی ، ان کی تعداد ہے:

(۱) چار (ب) پانچ (ج) چھے **(د) سات**

(ج) احسان کا معنیٰ ہے:

(۱) **نیکی کرنا** (ب) برابری (ج) دعا (د) بندگی

(د) جس عورت نے چوری کی اس کا تعلُّق تھا:

(۱) **بنو مخزوم سے** (ب) بنو امیہ سے (ج) بنو عباس سے

(د) بنو ہاشم سے

(ہ) قانون کا نفاذ ہوناچاہیے:

(۱) امیروں پر (ب) غریبوں پر (ج) حکمرانوں پر

(د) سب پر

2. خالی جگہ پر کریں۔

(۱) قیامت کے دن عرش کا سایہ پانے والوں میں ایک عادل **حکمران** بھی ہے۔

(ب) دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا **صدقہ** ہے۔

(ج) عدل کا معنیٰ ہے: **برابری**

(د) قانون کا نفاذ **سب** پر ہونا چاہیے۔

(ہ) قانونی تقاضوں کو پورا نہ کرنا **انسانیت** کی تباہی کا باعث بنا۔

3. مختصر جواب دیں:

(الف) عدل کی صفت جب اپنے کمال کو پہنچتی ہے تو اسے کہتے ہیں؟

جواب: عدل کی صفت جب اپنے کمال پر پہنچتی ہے تو ا سے احسان کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ احسان میں کسی کو اس کے حق کے ساتھ ساتھ اس سے زیادہ سے زیادہ ادا کرنے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔

(ب) عدل و احسان کی اہمیت پر ایک آیتِ قرآنی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اسلام میں عدل و احسان پر بہت زور دیا گیا ہے ۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ:’’ بے شک اللہ حکم فرماتا ہے عدل کا اور احسان کا اور رشتہ داروں کو(حقوق) دینے کا ۔

(ج) عادل حکمران کی فضیلت پر ایک حدیث نبوی تحریر کریں۔

جواب: ایک حدیث میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان سات خوش نصیب لوگوں کا تذکرہ فرمایا: ’’جن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایے میں جگہ عطا فرمائے گا، اس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ان سات خوش نصیبوں میں سب سے پہلے عدل کرنے والے حکمران کا ذکر فرمایا۔‘‘

(د) بنی اسرائیل کیوں تباہ ہوئے؟

جواب: آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ناراض ہوکر فرمایا: بنی اسرائیل مٹ گئے اس لیے کہ وہ امیروں کو چھوڑ دیتے تھے اور غریبوں کو سزا دیتےتھے۔

(ہ) عدل و احسان کے دو فوائد تحریر کریں۔

جواب: جب کوئی معاشرہ عدل واحسان کی صفت اپنا لیتا ہے تو اس معاشرے میں امن قائم ہوجاتا ہے ۔ ہرشخص اپنا فرض ادا کرتا ہے اور اسے اس کا حق ملنے لگتا ہے۔

4. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) عدل و احسان کا مفہوم اور اہمیت بیان کریں۔

جواب: عدل کے معنیٰ برابری کے ہیں اور احسان کے معنیٰ نیکی کرنے اور کسی کام کو انتہائی عمدہ طریقے سے انجام دینے کے ہیں۔ ہر حق دار کو اس کا حق دینا اور ہر چیز کو اس کے اصل مقام پر رکھنا عدل کہلاتا ہے۔
عدل اور احسان ایک دوسرے سے لازم و ملزوم ہیں۔ عدل کی صفت جب اپنے کمال پر پہنچتی ہے تو اسے احسان کہاجاتا ہے۔ کیوں کہ احسان میں کسی کو اس کے حق کے ساتھ ساتھ اس سے زیادہ ادا کرنے کے معنیٰ پائے جاتے ہیں۔ مثال کے طور پر نماز میں عدل یہ ہے کہ اس کے فرائض وواجبات پورے پورے ادا کیے جائیں۔ سُنّتوں اور مستحبات کی رعایت کی جائے اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز ادا کی جائے ، لیکن اگرنماز میں ان تمام باتوں کے ساتھ انسان کو یہ دھیان بھی ہوکہ اللہ مجھے دیکھ رہا ہے اور میں اللہ کو دیکھ رہا ہوں تو اسے احسان کہا جائے گا ۔ اسلام میں عدل و احسان پر بہت زور دیا گیا ہے ۔ا رشاد باری تعالیٰ ہے:
ترجمہ:’’بے شک اللہ حکم فرماتا ہے عدل کا اور احسان کا اور رشتہ داروں کو(حقوق) دینے کا ۔
ایک حدیث میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ان سات خوش نصیب لوگوں کا تذکرہ فرمایا: ’’جن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کے سایے میں جگہ عطا فرمائے گا، اس دن اللہ تعالیٰ کے عرش کے سایے کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا، ان سات خوش نصیبوں میں سب سے پہلے عدل کرنے والے حکمران کا ذکر فرمایا۔‘‘

رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے دو آدمیوں کے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کرنے کو صدقے سے تعبیر فرمایا: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا:تمھارا دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا بھی صدقہ ہے۔''

(ب) اسوۂ حسنہ کی روشنی میں عدل واحسان پر نوٹ لکھیں۔

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے عدل و انصاف کا پرچم بلند کیا اور انسانیت کو ظلم و ستم کی وادی سے نکال کر اسلام کے عدل کے نظام میں لانے کا فیصلہ کیا۔آپ نے سسکتی انسانیت کے غموں کا علاج دیا اور تڑپتی ہوئی نسلوں کے دکھوں کا مداوا کیا۔ آپنے غریبوں ،غلاموں اور عمارتوں کو اس کا حق دلایا۔

ایک مرتبہ قبیلہ بنو مخزوم کی ایک عورت نے چوری کی۔ بعض لوگوں نے اس عورت کو سزا سے بچانے کےلیے حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خدمت میں سفارش کی۔ تو آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ناراض ہو کر فرمایا: بنی اسرائیل مٹ گئے اس لیے کہ وہ امیروں کو چھوڑ دیتے تھے اور غریبوں کو سزا دیتے تھے۔

ایک مرتبہ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ایک صاحب کو ان کی ایک غلطی پر ہاتھ میں پکڑی چھڑی چبھودی۔ انھوں نے اس کے بدلے کا مطالبہ کردیا۔ لوگوں نے حیران ہو کر کہا کی تم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے بدلہ لوگے؟'' وہ صاحب کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی کی کھال کو میری کھال پر ترجیح نہیں دی۔ پھر آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اپنے بطن مبارک سے کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا: تم اپنا بدلہ لے لو وہ صاحب آگے بڑھے اور انھوں نے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے بطن مبارک کا بوسہ لیا اور کہا: میں قیامت کے دن آپ کی سفارش کا امیدوار بننا چاہتا تھا۔

(ج) اسلام میں رفاہِ عامہ کی اہمیت

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) بہترین شخص وہ ہے جو:
(۱) خُوب صُورت ہو (ب) **لوگوں کو فائدہ پہنچائے**
(ج) حکمرانی کرے (د) خوب مال و دولت جمع کرے

(ب) صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم شوق سے حصہ لیتے تھے:
(۱) کھیل تفریح میں (ب) **رفاہِ عامہ کے کاموں میں**
(ج) کھانے پینے کی دعوت میں (د) سیاحتی دوروں میں

(ج) جانوروں کے ساتھ اچھّا سلوک کرنا بھی حصہ ہے:
(۱) سخاوت کا (ب) رواداری کا (ج) سادگی کا **(د) رفاہِ عامہ کا**

(د) رفاہِ عامہ میں شامل ہے:
(۱) روزہ رکھنا (ب) **راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا**
(ج) رات کو نوافل پڑھنا (د) حج کرنا

(ھ) لوگوں کی ضرورت پوری کرنے کے لیے رات کو گلیوں میں چکر لگایا کرتے تھے:
(۱) حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ
(ج) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **(د) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

2. خالی جگہ پر کریں۔

(۱) رفاہِ عامہ سے مراد سے مراد اللہ تعالیٰ کی مخلوق کی **خدمت کرنا**ہے۔
(ب) رفاہِ عامہ کی ایک صورت راستے سے **تکلیف دہ چیز** کو ہٹادینا ہے۔
(ج) حضرت **عثمان رضی اللہ تعالی عنہ** نے مدینہ منّورہ کا کنواں مسلمانوں کے لیے وقف کر دیا۔
(د) حضر ت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود **بھوکے رہتے** اور دوسروں کو کھانا کھلاتے۔
(ھ) بیمار کی عیادت **رفاہِ عامہ** کی ایک صورت ہے۔

3. مختصر جواب دیں:

(الف) رفاہِ عامہ سے کیا مراد ہے؟

جواب: رفاہ کا معنیٰ ہے: خوش حالی اور عامہ کا مطلب ہے : عام لوگ ، عوام ۔ رفاہِ عامہ کا معنیٰ ہے : لوگوں کی خوش حالی اور بھلائی ۔ کسی شخص کی ضرورت کے وقت اس کا کام کر دینا، معاشرے کی اجتماعی ضرورتوں کو پورا کرنا اور لوگوں کو سہولت فراہم کرنے کی کوشش کرنا'رفاہِ عامہ' کہلاتا ہے۔

(ب) خدمت خلق کے بارے میں ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: رفاہِ عامہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند درجہ رکھتی ہے۔ قرآ ن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
ترجمہ:''نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں باہم تعاون کرو۔''

(ج) رفاہِ عامہ کےک بارے میں ایک حدیثِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے:
ترجمہ:'' لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔

(د) لوگوں میں سے بہترین شخص کون ہے؟

جواب: لوگوں میں بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کا فائدہ پہنچائے اور جانداروں کے ساتھ حسن سلوک کریں۔ ان کی مدد فرمائیں۔

(ھ) رفاہِ عامہ کی کوئی سی تین صورتیں لکھیں۔

جواب: کسی کو کھانا کھلادینا یا پانی پلا دینا۔
راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا۔
ماں باپ ، پڑوسیوں اور معذوروں کے کام کر دینا۔

4. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) اسلامی تعلیمات میں رفاہِ عامہ کی اہمیّت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: رفاہ کا معنیٰ ہے: خوش حالی اور عامہ کا مطلب ہے : عام لوگ ، عوام ۔ رفاہِ عامہ کا معنیٰ ہے : لوگوں کی خوش حالی اور بھلائی ۔ کسی شخص کی ضرورت کے وقت اس کا کام کر دینا، معاشرے کی اجتماعی ضرورتوں کو پورا کرنا اور لوگوں کو سہولت فراہم کرنے کی کوشش کرنا'رفاہِ عامہ' کہلاتا ہے۔اسے خدمت خلق بھی کہتے ہیں۔
رفاہِ عامہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بہت بلند درجہ رکھتی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:
ترجمہ:'' نیکی اور پرہیزگاری کے کام میں باہم تعاون کرو۔
اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کا ذکر یوں فرمایا ہے:
ترجمہ:''اور وہ اس کی محبت میں کھانا کھلاتے ہیں مسکین اور یتیم اور قیدی کو۔
حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے بھی بہترین شخص کے لیے معیار ، رفاہِ عامہ اور خدمت خلق کو ہی بنایا ہے۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا فرمان ہے:
ترجمہ:'' لوگوں میں سے بہترین شخص وہ ہے جو لوگوں کو فائدہ پہنچائے۔
انسان تو انسان ہیں ، جانوروں کے ساتھ اچھّاسلوک کرنے اور ان کی خدمت کرنے پر بھی ہمیں ثواب ملتا ہے۔
صحابۂ کرام رضی اللہ تعالی عنھم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیاجانوروں کے ساتھ اچھّا سلوک کرنے پر بھی ہمیں اجر ملے گا؟ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا:''ہاں ، ہر جاندار کے ساتھ اچھّا سلوک کرنے کا اجر ہے۔''
اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو اس لیے معاف فرمادیا کہ اس نے ایک پیاسے کتے کو پانی پلایا تھا اور ایک عورت کو اس لیے عذاب دیا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا اور وہ بھوک پیاس سے مرگئی تھی۔

(ب) رفاہِ عامہ کی مختلف صورتیں بیان کریں۔

جواب: کسی کو کھانا کھلادینا یا پانی پلا دینا۔
راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینا۔
ماں باپ ، پڑوسیوں اور معذوروں کے کام کر دینا۔
مسجد ، تعلیمی ادارہ ، یتیم خانہ ،سرائے اور ہسپتال وغیرہ جیسے رفاہی ادارے قائم کرنا اور ان کے ساتھ تعاون کرنا۔
بے گھر افراد کو گھر ، بے روزگاروں کو روزگار اور محتاج لوگوں کو لباس مہیا کرنا۔
جن علاقوں میں پانی نہیں وہاں پانی پہنچانے کا انتظام کرنا،
ہمیں چاہیے کہ ہم خدمتِ خلق کے کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیں ، کیوں کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی مخلوق اور خاص طور پر انسانوں کی خدمت کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔

بابِ ششم(الف) اُمہات المؤ منین

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) حُزن کا معنی ہے:

(۱) غم (ب) راحت (ج) خُوشی (د) غمگین

(ب) اُمُّ المؤ منین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی رفاقت میں گزارے:

(۱) پچّیس سال (ب) چھبّیس سال (ج) ستّائیس سال (د) اٹھّائیس سال

(ج) اُمُّ المؤ منین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام کی خدمت کے لیے پیش کر دیا:

(۱) اپنا سارا مال (ب) اپنا سارا خاندان (ج) اپنا باغ (د) اپنا مکان

(د) اُمُّ المؤ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی رفاقت میں گزارے:

(۱) آٹھ سال **(ب) نو سال** (ج) دس سال (د) گیا رہ سال

(ﮪ) حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا:

(۱) نونبوی میں **(ب) دس نبوی میں** (ج) گیارہ نبوی میں (د) بارہ نبوی میں

2- مختصر جواب دیں:

(الف) اُمّہات المؤ منین کن ہستیوں کو کہا جاتا ہے؟

جواب: اُمّہات المؤمنین (ایمان والوں کی مائیں) حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اَزْواج مُطَہّرات یعنی بیویاں ہیں۔ آپ کی تمام ازواج ایمان والوں کے لیے ماں کا درجہ رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ترجمہ:’’اور آ پ کی اَزواج (مُطہّرات) اُن کی مائیں ہی‘‘۔

(ب) دس نبوی میں اسلام کی کن عظیم شخصیات کا انتقال ہوا؟

جواب: سن دس نبوی میں حضرت ابو طالب اور اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔ یہ دونوں ہستیاں اِسلام کی دعوت کے میدان میں حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی ہمدرد اور حمایتی تھیں۔

(ج) اُمُّ المؤ منین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سخاوت کی ایک واقعہ لکھیں۔

جواب: ایک مرتبہ امیر المؤ منین حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دراہم سے بھری ہوئی ایک تھیلی اُمُّ المؤ منین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجی ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا اس میں کیا ہے ؟ بتایا گیا کہ اس میں دراہم ہیں۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ تھیلی تو کھجوروں کی ہے اور اس میں دراہم ہیں۔ یہ کہا اور تمام دراہم ضرورت مندوں میں کھجوروں کی طرح تقسیم فرمادیے۔ آپ کی پوری زندگی غریب پر وری ، دریا دِلی ، فیاضی اور سخاوت کا نُمونہ تھی۔

(د) اُمُّ المؤ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی علمی شان کا کیا عالم تھا؟

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی وفات کے بعد صحابیات کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم دینی تعلیم و تربیت اور مسائل دریافت کرنے کے لیے کثرت سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے ، آپ نے ہزاروں مسائل میں مسلمانوں کی رہ نمائی فرمائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی زندگی علم کی خدمت کے لیے وقف کر دی۔

(ﮪ) اُمُّ المؤ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیی عنہا کی وفات کب ہوئی اور کہاں دفن ہوئیں؟

جواب: اُمُّ المؤ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اٹھاون (58)ہجری میں انتقال فرمایا۔ نمازِ جنازہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ کی تدفین وصیت کے مطابق مدینہ منوّرہ کے قبرستان جَنَّۃُ البَقِیع میں ہوئی۔

3- تفصیلی جواب دیں۔

(ا) اُمُّ المؤ منین حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت پر نوٹ لکھیں۔

جواب: اُمُّ المؤ منین حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہاحضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی پہلی زَوجہ ٔ مُطَہَّرَہ ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دعوتِ اسلام کے مختلف مراحل میں حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی بے مثال خدمت انجام دی۔

اُمُّ المؤ منین حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی رفاقت میں پچیس (25)سال گزارے۔ آپ کی زندگی کا ہر لمحہ اپنے شوہر نام دار حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خدمت کے لیے وقف تھا۔

اُمُّ المؤ منین حضرت خدیجۃ الکُبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دُکھ کی ہر گھڑی کو حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے شانہ بشانہ خندہ پیشانی کے ساتھ برداشت کیا۔ انھوں نے اپنا سارا مال اسلام کی خدمت کے لیے پیش کر دیا تھا۔ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَفرمایا کرتے تھے: جس وقت لوگوں نے میرا انکار کیا ، وہ مجھ پر ایمان لائیں ، جب لوگوں نے مجھے جھٹلایا انھوں نے میری تصدیق کی، جب لوگوں نے مجھے محروم کیا انھوں نے مجھے اپنے مال میں شریک کیا اور اللہ نے ان سے مجھے اولاد عطا فرمائی۔

سن دس نبوی میں حضرت ابو طالب اور اُمُّ المؤ منین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا۔

(ب) اُمُّ المؤ منین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف تحریر کریں۔

جواب: اُمُّ المؤ منین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے اعلان نبّوت سے چالیس(40)سال قبل پیدا ہوئیں۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی دعوتِ دین مکّہ مکرمہ کے ہر گھر تک پہنچ رہی تھی ، اسی دوران میں سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی دعوت پر لبیک کہا۔

رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد رمَضان المبارک دس(10)نبوی میں حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکا ح فرمایا۔

اُمُّ المؤ منین حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مزاج دُنیا سے دُوری کا تھا، رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خاص تربیت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا۔ دنیا کی محبّت سے دل بالکل پاک تھا ، اس مزاج اور تربیت نے آپ کو سخاوت و فیاضی کے اس مرتبے تک پہنچایا جو بہت کم کسی کو ملتا ہے۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا دَست کاری میں مہارت رکھتی تھیں ، اس سے جو آمدنی ہوتی تھی اسے راہِ خدا میں خرچ کر دیتی تھیں۔

ایک مرتبہ امیر المؤ منین حضرت عُمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دراہم سے بھری ہوئی ایک تھیلی اُمُّ المؤ منین سیدہ سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں بھیجی ، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے پوچھا اس میں کیا ہے ؟ بتایا گیا کہ اس میں دراہم ہیں۔ اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ تھیلی تو کھجوروں کی ہے اور اس میں دراہم ہیں۔ یہ کہا اور تمام دراہم ضرورت مندوں میں کھجوروں کی طرح تقسیم فرمادیے۔ آپ کی پوری زندگی غریب پر وری ، دریا دِلی ، فیاضی اور سخاوت کا نُمونہ تھی۔

(ج) اُمُّ المؤ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شخصیت پر روشنی ڈالیں۔

جواب: اُمُّ المؤ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی زوجۂ محترمہ و مطہرہ ہیں۔ آپ خلیفۂ اوّل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیٹی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام حضرت اُمِّ رُومان رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب''خمیرا'' اور ''صدّیقہ''ہے۔ آپ مکّہ مُکرّمہ میں پیدا ہوئیں۔ آپ بچپن سے ہی بے حد ذہین تھیں۔

حضور اقدس رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات کے بعد حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور پھر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نکاح فرمایا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی رفاقت میں نو برس گزارے۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبّت کرتے تھے اور ان پر بہت شفقت فرماتے تھے۔

اُمُّ المؤ منین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حُجرے میں کئی مرتبہ وحی نازل ہوئی۔ ایک مرتبہ حضرت جبریل علیہ السّلام رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا کہ یہ جبریل ہیں اور تمھیں سلام کہتے ہیں۔ جواب میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی انھیں سلامتی اور رحمت کی دُعا دی۔

(ب) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی اولاد مبارکہ

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی سب سے بڑی بیٹی کا نام ہے:

(ا) سیّدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) سیّدہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) سیّدہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا **(د) سیّدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا**

(ب) حبشہ اور مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کرنے کا اعزاز حاصل ہوا:

(ا) سیّدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہاکو (ب) سیّدہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو

(ج) سیّدہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) سیّدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) سیّدہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی وفات ہوئی:

(ا) نو ہجری (ب) دس ہجری (ج) گیارہ ہجری (د) بارہ ہجری

(د) سیّدنا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور سیّدنا حضرتِ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں:

(ا) سیّدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (ب) سیّدہ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ج) سیّدہ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) سیّدہ حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(ھ) سیّدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی والدہ ہیں:

(ا) حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا **(ب) حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا**

(ج) حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا (د) حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

2. مختصر جواب دیں:

(الف) حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے کیا ارشاد فرمایا؟

جواب: حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایاکہ: یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبار سے بہت فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔

(ب) حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی چاروں صاحب زادیوں کی والدہ کون ہیں؟

جواب: ان کے نام یہ ہیں: سیّدہ حضرت زینب ، سیّدہ حضرت رقیہ ، حضرت اُم کلثوم ، سیّدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔

(ج) حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کون سی ہجرت کا اعزاز حاصل ہوا؟

جواب: حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حبشہ اور مدینہ ہجرت کا اعزاز حاصل ہوا۔

(د) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''ذوالنُّورَیْن ''کیوں کہا جاتا ہے؟

جواب: حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے تین (3)ہجری میں حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا عقد حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کردیا اور اس طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بعد حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی دامادی کا شرف پھر حاصل ہوا۔ اسی لیے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو 'ذُو النُّورَیْن ' یعنی دو نُوروں والا کہتے ہیں۔

(ھ) حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی کنیت ابو القاسم کیوں ہے؟

جواب: حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاور اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعثت

سے پہلے پیدا ہوئے اور مکّہ مکرّمہ میں بعثت سے پہلے ہی بچپن میں ان کا انتقال ہوگیا۔ حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دو سال سے بھی کم تھی۔ انھی کی وجہ سے حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی کنیت 'ابو القاسم' ہے۔

3. **تفصیلی جواب دیں۔**

(ا) **حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی صاحب زادیوں کا مختصر تعارف تحریر کیجیے۔**

جواب: حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں تھیں۔سیّدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی بیٹیوں میں سب سے بڑی بیٹی ہیں۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بارے میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے فرمایا کہ: یہ میری بیٹیوں میں اس اعتبارسے بہت فضیلت والی ہے کہ میری طرف ہجرت کرنے میں اتنی بڑی مصیبت اٹھائی۔حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی ہجرت سے پہلے حضرت ابُو العاص بن ربیع رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی۔

حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی اولاد میں دُوسری صاحبزادی حضرت رُقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔ جو اُمُّ المؤمنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے اعلانِ نبوّت سے سات سال قبل پیدا ہوئیں۔ حضرت رُقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حبشہ اور مدینہ کی طرف ہجرتے کرنے والوں میں شامل تھیں۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کا نکاح ہوا۔ حضرت رُقیّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دو ہجری کو وفات پائی اور جنّت البقیع میں دفن ہوئیں۔

رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی صاحبزادی سیّدہ حضرت اُمّ کلثوم ، حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے تھیں۔ حضرت اُمّ کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی تیسری صاحبزادی ہیں۔ نبوّت سے کچھ عرصہ قبل پیدا ہوئیں۔ اپنی والدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ اسلام قبول کیا۔

خاتونِ جنّت حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی چوتھی صاحب زادی ہیں جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بطن سے بعثت کے پانچویں سال مکّہ مکرّمہ میں پیدا ہوئیں۔ سیّدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی حضرت علی المرتضیٰ کَرَّمَ اللہ وجہہ الکریم سے ہوئی۔

(ب) **حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے صاحب زادوں کا مختصر تعارف پیش کیجیے۔**

جواب: حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ' طیب ' اور 'طاہر' ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور اُمُّ المؤ منین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹھے ہیں۔ آپ بھی بہت سی چھوٹی عمر میں انتقال کرگئے۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ، حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ اور حضر ت ماریہ قبطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے تھے۔ اُن کا نام حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے جدّ امجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام پر رکھا گیا تھا۔

حضر ت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پیدائش کی خُوشی میں حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ان کا عقیقہ فرمایا اور دو مینڈ ھے ذبح فرمائے ، پھراُن کے سَر کے بالوں کے وزن کے برابر چاندی خیرات فرمائی۔

حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ بہت غمگین تھے، آپ کی مبارک آنکھوں سے اشک جاری تھے اور آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ فرما رہے تھے کہ دل غمگین ہے، آنکھیں آنسو بہا رہی ہیں ، لیکن ہم زبان سے وہی بات کہیں گے جس سے ہمارا ربّ راضی ہو۔

حضرت قاسم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اور ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبری رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بیٹے ہیں۔ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعثت سے پہلے پیدا ہوئے اور مکہ مکرمہ میں بعثت سے پہلے ہی بچپن میں ان کا انتقال ہوگیا۔ انتقال کے وقت ان کی عمر دو سال تھی۔

(ج) **خاتونِ جنّت حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا**

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) زہرا کا معنیٰ ہے:

(۱) روشن چہرے والی (ب) عبادت گزار (ج) پرہیز گار (د) عالمہ

(ب) سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے خاندان کے ہمراہ محصور رہیں:

(۱) غار ثور میں **(ب) شعب ابی طالب میں** (ج) مسجدِ حرام میں (د) وادیٔ طائف میں

(ج) سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا نمایاں وصف ہے:

(۱) صدقہ **(ب) زہد و قناعت** (ج) جہاد (د) سیاست

(د) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے کتنے عرصے بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ہوا؟

(۱) چند دِن بعد (ب) چند ہفتوں بعد **(ج) چند ماہ بعد** (د) چند سال بعد

(ﮦ) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عورتوں کی سردار ہیں:

(۱) دُنیا میں (ب) عرب میں **(ج) جنّت میں** (د) حجاز میں

2. خالی جگہ پر کریں۔

(۱) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ ماجدہ **حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ تعالی عنہ** ہیں۔

(ب) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب زہر اور **بتول** ہے۔

(ج) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا **تین** سال شعبِ ابی طالب میں محصور رہیں۔

(د) تسبیحاتِ فاطمہ ہر **نماز** کے بعد پڑھی جاتی ہیں۔

(ﮦ) حضرت امام حسن اور حضرت حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ ماجدہ کانام حضرت **فاطمہ** رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہے۔

3. مختصر جواب دیں:

(الف) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مختصر تعارف کرائیں۔

جواب: سیّدہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کی سب سے چھوٹی اور چہیتی صاحب زادی ہیں۔ سیّدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بعثتِ نبوی سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئیں۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا لقب ''زہرا'' اور ''بتول'' ہے۔

(ب) ''تسبیحاتِ فاطمہ'' سے کیا مراد ہے؟

جواب: ایک مرتبہ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے اپنی بیٹی سیّدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیحت فرمائی کہ ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سُبحان اللہ ، 33مرتبہ الحمد للہ اور34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ ان تسبیحات کو ''تسبیحاتِ فاطمہ '' کہاجاتا ہے۔

(ج) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کیا خُوش خبری دی؟

جواب: آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے بتایا کہ میں ان کے خاندان میں سب سے پہلے ان سے جنت میں ملوں گی۔

(د) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا وصال کب ہوا اور کہاں دفن ہوئیں۔

جواب: حضر ت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضور اکرم رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وصال کا بہت زیادہ صدمہ تھا۔ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے بعد آپ بہت غمگین رہنے لگیں۔ حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کے وصال کے چند ماہ بعد حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی وفات پاگئیں اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

(ﮦ) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی مسلمان خواتین کے لیے کس طرح عملی نمونہ ہے؟

جواب: آپ کی ہر شان نرالی ہے۔ آپ نے اسلام کی نشرو اشاعت میں بھی حصّہ لیا اور خواتین کی تعلیم و تربیت میں بھی۔ آپ ایک فرماں بردار بیٹی تھیں اور ایک خدمت گار بیوی بھی۔ آپ نے اولاد کے لیے ایک مشفق ماں تھیں۔ غرض سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زندگی کا ہر پہلو تابناک اور روشن ہے۔

4. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دینی خدمات پر نوٹ لکھیں۔

جواب: اسلام کا ابتدائی دور انتہائی مشکل اور تکالیف کا دور تھا۔ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نو عُمری کے باوجود آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکاساتھ دیا۔ جب کافروں نے دوران نماز میں حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی کمر مبارک پر او جھڑی ڈالی ، حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آکر اس کو دورکیا تھا۔

جب رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَاپنے خاندان کے ہمراہ شعب ابی طالب میں تین سال محصور رہے تو سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں۔ انھوں نے تکلیف اور اذیت کے ان تین برسوں کو بہت خندہ پیشانی سے برداشت کیا۔ اپنے عزم و استقلال میں ذرّہ برابر بھی فرق نہ آنے دیا۔

(ب) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اخلاق و کردار پر نوٹ لکھیں۔

جواب: حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت عبادت گزار تھیں۔ آپ گھر کے کام کاج کے دوران میں بھی قرآن مجید کی تلاوت کرتی رہتی تھی۔ زہد و قناعت آپ کی زندگی کا نمایاں وصف تھا۔

ایک مرتبہ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اپنی بیٹی سیّدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو نصیحت فرمائی کہ ہر نماز کے بعد 33 مرتبہ سُبحان اللہ ، 33مرتبہ الحمد للہ اور34 مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ ان تسبیحات کو ''تسبیحاتِ فاطمہ '' کہاجاتا ہے۔

(ج) حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گھریلو زندگی پر روشنی ڈالیں۔

جواب: خاتون جنّت سیّدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی کَرَّمَ اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ ہوا۔ آپ کی گھریلو زندگی بہت خوش گوار تھی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اسلام کی تبلیغ و اشاعت میں حضرت علی کرّ م اللہ وجہہ الکریم کا بھر پور ساتھ دیا۔ گھر میں عام طور پر فاقہ ہوتا تھا لیکن سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کبھی اس کی شکایت نہ کی۔گھر کا کام کاج خُود ہی انجام دیتی تھیں۔ گھر کے کاموں کے ساتھ بچّوں اور خواتین کی تعلیم و تربیت کا فریضہ بھی آپ کے ذمّے تھا۔ جسے آپ نے بخوبی انجام دیا۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اولاد کی تربیت کا حق ادا کیا۔ آپ نے اپنی اولاد کی علمی ، روحانی اور دینی تربیت فرمائی۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے زندگی کے جو آداب آپ نے حاصل کیے ، انھیں اپنی اولاد میں منتقل کیا۔ انھیں مشکلات پر صبر کا درس دیا اور ہمیشہ حق کے دامن سے وابستہ رہنے کی تلقین فرمائی۔ آپ کے صاحبزادوں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے دین اسلام کے لیے بے مثال خدمات انجام دیں۔

(د) صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم

1- درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) کس غزوہ میں حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری کی خاص تعریف کی گئی:

(۱) غزوۂ موتہ (ب) غزوۂ تبوک (ج) غزوۂ خندق **(د) غزوۂ احد**

(ب) حضرت زُبیر بن عوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے:

(۱) حواری پیغمبر (ب) امین الامۃ (ج) غنی (د) صدّیق

(ج) اسلام کے لیے سب سے پہلا تیر چلانے کا اعزاز حاصل ہے:

(۱) حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **(ب) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ** (ج) حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(د) حضرت ابو عُبیدہ بن جرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب ہے:

(۱) حیدر (ب) حواری **(ج) امین الامۃ** (د) ارحم امتی

(ہ) بہت مال دار صحابی تھے:

(۱) حضر ت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ب) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ج) حضر ت ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ **(د) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ**

(و) جنگِ فسطاط میں مجاہدین کی تعداد تھی:

(ا) دو ہزار (ب) تین ہزار **(ج) چار ہزار** (د) پانچ ہزار

.2 مختصر جواب دیں:

(الف) عشرہ مبشّرہ کن صحابہ کو کہا جاتا ہے؟

جواب: صحابہ ٔ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں سب سے زیادہ فضیلت والے وہ دس صحابہ ہیں جنھیں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ
نے ایک ہی مجلس میں جنّت کی بشارت دی۔ اُن دَس خوش نصیب صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو عشرہ مبشّرہ کہاجاتا ہے۔

(ب) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک خصوصیت تحریر کریں۔

جواب: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخلاقی مقام بہت بلند تھا ، خشیت الٰہی اور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی محبّت سے ان کا دل لبریز تھا۔

(ج) حضرت زُبیر بن عوّام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے کیا رشتہ داری ہے؟

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد تھے۔

(د) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دو صفات لکھیں۔

جواب: بے نیازی ، اور خاکساری وہ صفات ہیں جو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھیں، خوفِ خُدا اور عبادت گزاری کا یہ حال تھا کہ عموماً رات کے اخیر حصے میں مسجد نبوی رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَمیں آکر نمازیں پڑھا کرتےتھے۔

(ہ) حضرت ابو عُبیدہ بن جرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام ، کنیت اور لقب لکھیں۔

جواب: حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام عامر بن عبد اللہ ہے۔ ابو عُبیدہ کنیت اور لقب اَمِیْنُ الاُمّۃ ہے۔ یہ لقب آپ کو رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے عطا فرمایا تھا۔

(و) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کیا خصوصیت ہے؟

جواب: حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت دلیر اور جری سپہ سالار تھے۔ آ پ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد غزوات اور جنگوں میں شرکت کی اور بہادری کے جوہر دکھائے۔

.3 تفصیلی جواب دیں۔

(ا) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام عبید اللہ اور والدہ کا نام صعبہ تھا، اسلام قبول کرنے والے پہلے آٹھ افراد میں سے ایک ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اخلاقی مقام بہت بلند تھا ، خشیت الٰہی اور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی محبّت سے ان کا دل لبریز تھا۔
غزوۂ اُحد اور دوسرے غزوات میں بہت جذبے لے ساتھ پیش پیش رہے ، انھیں اس راہ میں جان کے ساتھ مال کی قربانی سے بھی دریغ نہ تھا ، چناں چہ انھوں نے نذر مانی تھی کہ غزوات کے مصارف کے لیے اپنا مال اللہ تعالیٰ کی راہ میں دیا کریں گے ، اس نذر کو انھوں نے اس پابندی کے ساتھ پوری کرنے کی کوشش کی کہ قرآن مجید میں ان کی تعریف میں یہ آیت نازل ہوئی:
ترجمہ:'' مومنوں میں سے کچھ (جواں) مراد ایسے ہیں جنھوں نے وہ بات سچ کر دکھائی جس پر انھوں نے اللہ سے عہد کیا تھا تو اُن میں سے کوئی (شہید ہو کر) اپنی نذر پوری کر چکا ہے ۔

(ب) حضرت زُبیر بن عوّام رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے داماد تھے۔
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح حضرت اسمارضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔ انھی سے آپ کے بیٹے حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے۔ ہجرت سے اٹھائیس (28)سال پہلے پیدا ہوئے۔ سولہ (16)برس کی عمر میں اسلام قبول کیا۔ پہلے حبشہ اور پھر مدینہ منّورہ کی طرف ہجرت کی ۔ غزوۂ بدر میں بڑی جان بازی سے لڑے اور دیگر غزوات میں بھی بڑی شجاعت دکھائی۔ فتح مکّہ کے روز رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

کے ذاتی دستے کے علم بردار تھے۔ جنگِ فسطاط میں حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چار افسروں کی معیت میں چار ہزار مجاہدین کی کمک مصرروانہ کی۔ ان میں ایک افسر حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے۔

(ج) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح ایران کہا جاتا ہے۔ آپ کا تعلّق قُریش کے قبیلہ بنو زہرہ سے تھا جو حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ننھیالی خاندان ہے ، آپ رشتے میں حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ
کے ماموں زاد بھائی تھے۔
ہجرت مدینہ سے تیس برس پہلے پیدا ہوئے۔ پہلی وحی کے ساتویں روز ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترغیب دلانے پر مسلمان ہوئے۔ اور عمر بھر حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے محافظِ خصوصی کے فرائض انجام دیے۔
خشیتِ الٰہی ، حُبِ رسول رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ، تقویٰ ، زہد، بے نیازی ، اور خاکساری وہ صفات ہیں جو حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں کُوٹ کُوٹ کر بھری ہوئی تھیں، خوفِ خُدا اور عبادت گزاری کا یہ حال تھا کہ عموماً رات کے اخیر حصے میں مسجد نبوی رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَمیں آکر نمازیں پڑھا کرتےتھے۔(مسند ابن حنبل جلد ۱صفحہ ۱۷۰)
رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے ساتھ محبّت و جان نثاری کا صرف اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تقریباً تمام غزوات میں ہم رکاب رہے ، غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کو شکست کاخطرہ لاحق ہوا اور مسلمان مجاہدین ادھر ادھر بکھر گئے تو اس وقت تھوڑی دیر تک تنہا حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی حفاظت کا فریضہ انجام دیا تھا۔

(د) حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام زید ہے۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حقیقی بہن تھیں۔ حضر ت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابتدائی زمانے میں اِسلام قبول کیا اور پھر ایک طویل عرصے تک اسلام اور مسلمانوں کی خدمت کا فریضہ انجام دیتے رہے۔
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام غزوات میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے ساتھ شریک ہوئے۔ حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دِل دُنیاوی جاہ حشمت سے بالکل خالی تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی نہایت سادہ تھی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت متقی اور پرہیزگار تھے۔
آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سب کے ساتھ نہایت محبّت و خلوص سے پیش آتے۔ ایک مرتبہ ایک عورت نے حضرت سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف زمین کا ایک جھوٹا مقدمہ درج کرایا۔ آپ نے اس عورت کے حق میں بَددُعا کے طور پر فرمایا’’ اے اللہ ! اگر یہ جھوٹی ہے تو اندھی ہوکر مرے اور اس کے گھر کا کنواں خود اس کے لیے قبر بنے‘‘ ۔ خدا کی قدرت بَددُعا کا تیر ٹھیک نشانہ پر لگا وہ عورت بہت جلد بصارت کی نعمت سے محروم ہو گئی اورایک روز گھر کے کنویں میں گر کر انتقال کر گئی۔

(ھ) حضرت ابو عُبیدہ بن جرّاح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اصل نام عامر بن عبد اللہ ہے۔ ابو عُبیدہ کنیت اور لقب امین الامۃ ہے۔ یہ لقب آپ کو رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے عطا فرمایا تھا۔ آپ کا تعلق قریش کی ایک شاخ بنو فہر سے تھا۔ ابتدائی زمانے میں اِسلام قبول کیا۔ دیگر مسلمانوں کی طرح ابتدا میں قُریش کے مظالم کا شکار ہوئے۔ حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے اجازت لے کر حبشہ ہجرت کرگئے لیکن مکّی دور ہی میں واپس لوٹ آئے۔ آپ نے رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسےچند روز قبل مدینہ منوّرہ کی طرف ہجرت کی اور حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی آمد تک قبا میں قیام کیا۔ ہجرتِ مدینہ کے وقت ان کی عمر چالیس سال تھی۔
مواخاتِ مدینہ میں انصاری صحابی حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی بنائے گئے۔ بے مثال خدماتِ اسلام کی وجہ سے حضور رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے جن صحابہ کو دُنیا میں جنّت کی بشارت دی، اُن میں سے ایک ہیں۔
غزوۂ اُحد میں رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّٰی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا چہر ہ مبارک زخمی ہوگیا اور خُود کی دو کڑیاں چبھ گئی تھیں ، جس سے سخت تکلیف ہوئی تھی، حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دانت

سے پکڑ کر کھینچا ، اگرچہ ان کڑیوں نے نکلتے نکلتے ان کے دو دانت شہید کر دیے، لیکن رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی خدمت گزاری میں د و دانت کیا جان بھی نثار ہوجاتی تو پرواہ نہ تھی۔ اللہ کی شان ہے کہ سامنے کے دو دانت ٹوٹ جانے کے بعد پہلے سے زیادہ خُوب صُور ت نظر آتے تھے۔

ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس چار سو دینار اور چار ہزار درہم بطور انعام بھیجے ، انھوں نے تمام رقم فوج میں تقسیم کر دی اور اپنے لیے کچھ بھی نہ رکھا ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سنا تو فرمایا الحمد للہ کہ ہم میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔

(و) حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شمار بھی بڑے اور بہت فضیلت والے صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم میں ہوتا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال و دولت کی نعمت سے نوازا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعوت پر اِسلام قبول کیا۔ ہجرت کےبعد آپ کا سلسلۂ مواخات ایک انصاری صحابی حضرت سعد بن ربیع کے ساتھ بنا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کاپیشہ کاروبار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کاروبار میں بہت برکت پیداکی۔ مال میں اتنا زیادہ اضافہ ہوگیا کہ آپ کا شمار مسلمانوں کے دولت مند ترین لوگوں میں ہونے لگا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت سخی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کازیادہ مال غربا پر خرچ ہوتا تھا۔

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال بتّیس (32)ہجری میں ہوا۔ اپنی وفات کے وقت وصیت فرمائی تھی کہ ’’میرے ترکے میں سے ہر بدری صحابی کو چار چار سو دینار دیے جائیں۔‘‘

حضرت عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت دلیر اور جری سپہ سالار تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متعدد غزوات اور جنگوں میں شرکت کی اور بہادری کے جوہر دِکھائے۔

(ھ) صُوفیہ کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیھم

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار ہے:
(ا) لاہور میں **(ب) کراچی میں** (ج) بغداد میں (د) بصرہ میں

(ب) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو گھٹی دی:
(ا) حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے (ب) حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے **(ج) حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے** (د) حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

(ج) بایزید بسطامی کے مُرشد کا نام ہے:
(ا) حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ب) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (ج) حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ **(د) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ**

(د) حضرت با یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پیدا ہوئے:
(ا) سعودی عرب میں (ب) عراق میں **(ج) ایران میں** (د) افغانستان میں

(ھ) سید الطائفۃ (صوفیہ کی جماعت کے سردار) لقب ہے:
(ا) حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا (ب) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا (ج) حضرت با یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا **(د) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا**

2. مختصر جواب دیں:

(الف) تصوّف سے کیا مراد ہے؟

جواب: تصوّف صفا سے ہے جس کے معنیٰ ہیں پاک صاف ہونا۔ تصوّف کا مطلب ہے اپنے نفس کو بُری عادات سے پاک کرکے اچھّی عادات کا عادی بنانا۔

(ب) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کہاں کے رہنے والے تھے؟

جواب: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت اکیس (21)ہجری میں پیدا ہوئے ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے ان کو گھٹی دی اور ان کانام ''حسن ''رکھا۔آپ پیدائش کے وقت مدینہ اور انتقال کے وقت بصرہ میں تھے۔

(ج) حضرت عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا مزار کہاں ہے؟

جواب: عبد اللہ شاہ غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کراچی ، سندھ ، پاکستان کے نہایت معروف و برگزیدہ ولیُ اللہ مانے جاتے ہیں۔ آپ کا مزار کلفٹن ، کراچی میں واقع ہے۔

(د) حضرت با یزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ایک خصوصیت تحریر کریں۔

جواب: صوفی بزرگ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آ پ کے متعلق فرمایا کہ بایزید ہمارے درمیان اس طرح ہیں جس طرح ملائکہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ۔ آپ بڑے خشوع و خضوع سے نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔

(ھ) حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے دو اساتذہ کے نام لکھیں۔

جواب: آپ نے حدیث اور فقہ کی تعلیم حضرت سفیان ثوری سے حاصل کی اور تصوّف کی تعلیم حارث محاسبی سے حاصل کی۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانۂ خلافت اکیس(21)ہجری میں پیدا ہوئے ،حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ سے ان کو گھٹی دی اور ان کا نام ''حسن'' رکھا۔ جب آپ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضور میں لائے گئے تو انھوں نے آپ کو نہایت خُوب رودیکھ کر فرمایا کہ یہ حسین یعنی خُوب صُورت ہے اس لیے اس کانام حسن رکھو۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آ پ کے حق میں دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کو دین کے علم کا ماہر بنا اور لوگوں میں محبوب بنا ۔ یہ دعا بارگاہِ الٰہی میں مقبول ہوئی اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو علمِ دین اور فقر میں بلند مرتبہ عطا ہوا۔

حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا معمول تھا کہ ہفتہ میں ایک بار وعظ فرمانے کے علاوہ زیادہ وقت تنہائی اور گوشہ نشینی میں گزارتے ۔ آپ کا وعظ اکثر اعمال کی خرابیوں اور نفس کے وسوسوں و خواہشات سے متعلّق ہوا کرتا تھا۔ آپ کے وعظ میں لوگوں کی کثیر تعداد میں شریک ہوتی تھی۔ امام محمد باقر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حسن کا کلام انبیا علیھم السلام کے کلام کے مشابہ ہے۔ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالی علیہ کا انتقال یکم رجب ایک سودس (110)ہجری نواسی (89)سال کی عمر میں بصرہ میں ہوا۔ آپ کا مزار بصرہ(عراق) میں ہے۔

(ب) حضرت با یزیدبسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا تعارف پیش کیجیے۔

جواب: حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ معروف ترین مسلم صوفیہ میں سے ایک ہیں۔ آپ کا اصل نام طیفور بن عیسیٰ اور کنیت ابو یزید ہے۔ فارس (ایران) کے صوبے بسطام میں پیدا ہوئے۔ بسطامی آپ کےنا م کے ساتھ اسی نسبت سے لگایا جاتا ہے۔

بایزید بسطامی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے دنیا ترک کردی اور بارہ سال تک جنگلوں میں ریاضت کی۔ تصوّف میں آپ کا مرتبہ بہت بلند ہے۔ مشہور صوفی بزرگ جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے آپ کےک متعلّق فرمایا کہ بایزیدہمارے درمیان اس طرح ہیں جس طرح ملائکہ میں حضرت جبریل علیہ السلام ۔ آپ بڑے خشوع و خضوع سے نماز ادا فرمایا کرتے تھے۔ آپ اپنا بہت سارا وقت عبادت و ریاضت میں صرف کرتے تھے اور مخلوق خدا کی خدمت میں مصروف رہتے تھے۔ آپ کا انتقال15شعبان 231ھ کو بسطام میں ہوا۔

(و) علماء و مفکرین

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) امام جعفر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب ہے:

(ا) صادق (ب) امیں (ج) صابر (د) مجاہد

(ب) امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ و امام حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے استاد تھے:

(ا) **حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ** (ب) حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ
(ج) حضرت اویس قرنی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (د) حضرت ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

(ج) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اصل نام ہے:
(ا) مالک بن انس (ب) محمد بن اسماعیل **(ج) نعمان بن ثابت** (د) محمد بن ادریس

(د) امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا لقب ہے:
(ا) صادق (ب) امام اعظم **(ج) سید الطائفۃ** (د) امام مدینہ

2. مختصر جواب دیں:

(الف) امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال کب ہوا اور کہاں دفن ہوئے؟

جواب: امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال ایک سو اڑتالیس (148)ہجری میں ہوا اور آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تدفین مدینہ منوّرہ جَنّۃ البَقیع میں ہوئی۔

(ب) امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا نام و نسب کیا ہے؟

جواب: حضرت امام جعفرصادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اہل بیت اطہار میں سے بزرگ ترین شخصیت ہیں۔ فقہ جعفریہ کی نسبت اِنھی کی طرف ہے۔ آپ کا نام جعفر ، کنیت ابو عبدا للہ اور لقب صادق ہے۔

(ج) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا انتقال کب اور کہاں ہوا؟

جواب: بغداد میں ایک سو پچاس (150)ہجری میں آپ کا انتقال ہوا۔ کثیر تعداد میں لوگوں نے جنازے میں شرکت کی۔

(د) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کے دو شاگردوں کے نام لکھیں۔

جواب: آپ کے بہت سارے شاگرد تھے۔ ان میں سے سب سے زیادہ مشہور امام اُبویوسف اور امام محمد ہیں۔

(ھ) امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی تصنیف کانام لکھیں۔

جواب: آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث کا ایک مجموعہ تالیف کیا جس کا نام''موطا امام مالک'' ہے۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے حسن کردار کا کوئی واقعہ تحریر کریں۔

جواب: حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی سخاوت ، اعلیٰ کردار اور حسن اخلاق کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے کہ ایک مرتبہ ایک حاجی مدینہ منوّرہ آیا اور مسجد نبوی میں سو گیا۔ آنکھ کھلی تواسے شبہ ہوا کہ اس کی ایک ہزار دینار کی تھیلی موجود نہیں۔ اس نے اِدھر اُدھر دیکھا ، کسی کو نہ پایا۔ ایک گوشۂ مسجد میں امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نماز پڑھ رہےتھے۔ وہ آپ کو بالکل نہ پہچانتا تھا۔آپ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میری تھیلی تم نے لی ہے۔ آپ نے فرمایا''اس میں کیا تھا؟ '' اس نے کہا'' ایک ہزار دینار'' آپ نے فرمایا میرے ساتھ میرے مکان تک آؤ وہ آپ کے ساتھ ہو لیا۔ گھر پر تشریف لا کر ایک ہزار دینار اس کو دیے۔

وہ مسجد میں واپس آیا اور اپنا سامان اٹھانے لگا تو خود اس کے دیناروں کی تھیلی اپنے ہی سامان میں نظر آئی۔ یہ دیکھ کر وہ بہت شرمندہ ہو ا اور دوڑتا ہوا پھر امام جعفر صادق رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں آیا اور اپنی غلطی تسلیم کرلی۔ پھر اس نے معذرت کرتے ہوئے وہ ایک ہزار دینار واپس کر ناچاہے ، مگر آپ نے فرمایا کہ ہم جو کچھ دے دیتے ہیں وہ پھر واپس نہیں لیتے۔

(ب) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے علمی سفروں کا حال تحریر کریں۔

جواب: امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے علم حدیث کے حصول کے لیے تین مقامات کا بطور خاص سفر کیا۔ آپ نے علم حدیث سب سے پہلے کوفہ میں حاصل کیا کیوں کہ آپ کوفہ کے رہنے والے تھے اور کوفہ علم حدیث کا بہت بڑا مرکز تھا۔ گویا آپ علم حدیث کے گھر میں پیدا ہوئے ، وہیں پڑھا، کوفہ کے علم کے سب سے بڑے وارث امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بے شمار اساتذہ سے علم حاصل کیا۔ آپ فقہ اور حدیث دونوں میں امامت کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے شاگردوں کی تعداد شمار سے باہر ہے ، ان میں چالیس افراد بہت بڑے عالم اور مجتہد تھے ، آپ کے بہت سارے شاگرد تھے ۔ ان میں سب سے زیادہ مشہور امام اُبو یوسف اور امام محمد ہیں۔

(ج) امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی محبت رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلَی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکی تفصیل بیان کریں۔

جواب: آپ مدینہ منوّرہ میں آپ اپنے زمانے میں حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے حدیث کا ایک مجموعہ تالیف کیا جس کا نام ''موطا امام مالک'' ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ عشق

رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَمیں اس حد تک سرشار تھے کہ ساری عمر مدینہ منوّرہ میں احتیاط و ادب کی وجہ سے ننگے پاؤں پھرتے گزاردی۔

امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مدینہ منوّرہ سے شدید محبّت تھی، آپ کی خواہش تھی کہ آپ کاانتقال مدینہ منوّرہ میں ہی ہو۔ یہ خواہش آپ کے دل میں اس درجے رچ بس چکی تھی کہ آ پ مدینہ منورّہ سے باہر نہیں نکلتے تھے کہ کہیں ان کا انتقال مدنیہ سے باہر نہ ہوجائے۔

(ز) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبیلے کا نام ہے:
(ا) بنوبکر **(ب) بنو مخزوم** (ج) بنو خزاعہ (د) بنو اوس

(ب) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیف اللہ کا لقب ملا:
(ا) جنگِ یر موک میں(ب) جنگِ تبوک میں **(ج) جنگِ موتہ میں** (د) غزوۂ حنین

(ج) اسلام کی طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پہلی جنگ کہلاتی ہے:
(ا) جنگِ موتہ (ب) جنگِ یر موک (ج) جنگِ تبوک (د) غزوۂ خندق

(د) حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسیلمہ کذاب کے لشکر کو شکست دی:
(ا) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں (ب) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں
(ج) حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں (د) حضرت علی کرّم اللہ وجہہ الکریم کے دور میں

(ھ) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا انتقال ہوا:
(ا) 20 ہجری **(ب) 21 ہجری** (ج) 22 ہجری (د) 23 ہجری

2. مختصر جواب دیں:

(الف) مسلمان فاتحین کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

جواب: یہ وہ مسلمان ہیں جنہوں نے اسلام کی خاطر اپنی جان و مال کی پرواہ نہ کی اور اسلام کو پھیلایا اور میدان جنگ میں بیشتر فتوحات حاصل کی۔ جیسے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالی عنہ۔

(ب) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قبول اسلام کے موقع پر رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے کیا فرمایا؟

جواب: جب حضرت خالد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بھائی ولید بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلام قبول کر لیا تو رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ان سے فرمایا تھا:'' خالد کہاں ہیں؟ خالد جیسا آدمی اب تک اسلام سے ناواقف ہے، اگر وہ اپنی ساری قوت اور محنت مسلمانوں کےساتھ لگا دیتے تو ان کے لیے زیادہ بہتر تھا اور اہم ان کو دوسروں سے آگے رکھتے ''۔

(ج) جنگِ موتہ میں مسلمانوں کے کون کون سے امیر شہید ہوگئے؟

جواب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی جنگِ موتہ میں شریک ہوئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے تین امیر حضرت زید بن حارثہ ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شامل تھے۔

(د) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے محبّت کا کوئی واقعہ لکھیں۔

جواب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَسے بہت محبّت تھی۔ جب رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے حجتہ الوداع کے موقع پر سر مبارک کا حلق کروایا تو آپ کے کچھ موئے مبارک حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تبرک کے طور پر اپنی ٹوپی میں رکھ لیے تھے۔ اسی کی برکت تھی کہ جس دشمن نے آپ کا مقابلہ کیا شکست سے دوچار ہوا۔

(ھ) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کب اور کہاں ہوئی؟

جواب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے انتقال سے پہلے اس بات کا بہت افسوس تھا کہ وہ میدان جنگ کے بجائے بستر پر جان دے رہے ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اکیس (21)ہجری میں شام کے شہر حمص میں وفات پائی۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف تحریر کریں۔

جواب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے جان نثار سپاہی تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمان فوج کے سپہ سالار بھی رہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بہت سے علاقوں کو فتح کرکے اسلامی سلطنت کا حصّہ بنایا۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''سیف اللہ'' یعنی اللہ کی تلوار کا لقب دیا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ مکّہ مکرّمہ میں پیدا ہوئے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ولید بن مغیرہ اور والدہ کا نام لبابہ ہے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعلّق قبیلہ بنو مخزوم سے تھا۔ بنو مخزوم عرب کاایک معزّز قبیلہ تھا۔ عربوں کے دستور کے مطابق حضر ت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بچپن میں ہی گھڑ سواری، تلوار بازی اور دیگر جنگلی مہارتیں سیکھ لی تھیں۔ قریش نے مختلف خاندانوں میں عہدے تقسیم کیے ہوئے تھے، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خاندان کے پاس فوج کی سپہ گری اور فوجی کیمپ کے انتظام کا عہدہ تھا۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکے اعلانِ نبوت کے وقت حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس عہدہ پر فائز تھے۔

(ب) حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کارناموں پر روشنی ڈالیں۔

جواب: حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یک صفر آٹھ (۰۸) ہجری کو اسلام قبول کیا اور جنگِ موتہ میں شریک ہوئے۔ اس جنگ میں مسلمانوں کے تین امیر حضرت زید بن حارثہ ، حضرت جعفر بن ابی طالب اور حضرت عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ شہید ہوگئے تھے۔

ان تینوں کی شہادت کے بعد حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسلامی لشکر کو سنبھالا دیا۔ اس روز آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دشمنوں کے ساتھ ایسی شدید جنگ کی جس کی مثال کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اس دن آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹ گئیں۔ اسی جنگ کے موقع پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سیف اللہ کا لقب ملا۔

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک سو پچیس (125)کے قریب جنگوں میں حصہ لیا اور کسی میں شکست نہیں دکھائی۔آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدائشی جنگجو اور سپاہی تھے۔ آپ کے جسم کا کوئی حصہ ایسا نہیں تھا جس پر تلوار یا تیر کے زخم کا نشان نہ ہو۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب کے بڑے لشکر کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شکست دی۔ عراق کی جنگ میں بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کردار نمایاں ہے۔ جنگِ یر موک میں بھی حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہادری اور کامیاب جنگی حکمتِ عملی کی وجہ سے مسلمانوں کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس فتح نے مسلمانوں کے لیے رومی سلطنت کے دروازے کھول دیے۔

باب ہفتم (الف) انسانی زندگی میں ماحول کی اہمیت

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(۱) جسم ، لباس اور جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے:

(۱) ذکر کےلیے (ب) زکوٰۃ کے لیے **(ج) نماز کے لیے** (د) روزے کے لیے

(ب) قرآن مجید میں اونچی آواز کو تشبیہ دی گئی ہے؟

(۱) گدھے کی آواز سے (ب) کوے کی آواز سے (ج) شیر کی آواز سے (د) مرغ کی آواز سے

(ج) پانی کو آلودی سے بچانا بھی ضروری ہے:

(۱) پرندوں کی حفاظت کے لیے (ب) پودوں کی صحت کے لیے

(ج) آبی مخلوقات کی بقا کے لیے (د) درجۂ حرارت میں کمی کے لیے

(د) رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے درخت لگانے کو قرار دیا ہے:

(۱) فرض عبادت **(ب) صدقہ جاریہ**

(ج) جنّت کی کنجی (د) گناہوں کے مقابلے میں ڈھال

(ہ) جب کسی علاقے میں وبا پھیل جائے تو وہاں کے لوگوں کو چاہیے کہ:

(ا) وہاں سے نکل جائیں (ب) دوسرے شہر میں چلے جائیں

(ج) دھوپ میں لیٹ جائیں **(د) وہیں ٹھہر ے رہیں**

2. مختصر جواب دیں:

(الف) ماحول کسے کہتے ہیں؟

جواب: ماحول کے لغوی معنی ''اردگرد' کے ہیں خاص طور پر زمین ، فضا ، پانی وغیرہ کو ماحول کہتے ہیں۔ انسانی زندگی میں ماحول کی بہت اہمیت ہے۔

(ب) صفائی ستھرائی کے بارے میں ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پاک صاف رہنے والے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے اور انھیں اپنا محبوب قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ:'' اللہ پاک رہنے والوں ہی کو پسند کرتا ہے۔''

(ج) صفائی ستھرائی کے بارے میں ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اسلام صفائی کو نصف ایمان قرار دیتا ہے۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد ہے کہ صفائی ایمان کا آدھا حصہ ہے۔(صحیح مسلم223)

(د) شجر کاری کے بارے میں ایک حدیث نبوی کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے شجر کاری میں خود حصہ لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مل کر کھجوروں کے پودے لگائے۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا کہ جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہے، پھر اس سے انسان یا جانور فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس شخص کو صدقہ ثوا ب ملتا ہے۔

(ہ) وبا پھیل جانے کی صورت میں اسلامی تعلیمات کیا ہیں؟

جواب: وبا پھیلنے کی صورت میں اسی جگہ رُکا جائے اور نہ اس علاقے میں کوئی داخل ہو اور نہ کوئی باہر جائے تاکہ دوسرے علاقوں کو بچایا جاسکے۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) ماحول کی آلودگی سے بچانے کی فضیلت اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں پاک صاف رہنے والے لوگوں کی تعریف فرمائی ہے اور انھیں اپنا محبوب قرار دیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: ''اللہ پاک رہنے والوں ہی پسند کرتا ہے۔''

اسلام صفائی کو نصف ایمان قرار دیتا ہے ۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَکا ارشاد ہے کہ صفائی ایمان کا آدھا حصہ ہے۔ آلودہ اور تکلیف دہ ماحول سے بچنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ایمان کے ستر سے زیادہ حصے بیان فرمائے جن میں سے ایک تکلیف دہ چیز کا راستے سے ہٹانا بھی ہے۔

اسلامی تعلیمات میں فضائی آلودگی کے اثرات سے بچانے کے لیے کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ دھونے کا حکم دیا گیا ہے ۔ کھانے پینے کی چیزوں کو ڈھانپ کر رکھنے کا حکم ہے۔ فضا کو بیماریوں کے جراثیم سے محفوظ رکھنے کے لیے کھانستے اور چھینکتے وقت ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھنے کی ہدایت کی گئی ہے۔

(ب) شجر کاری کے بارے میں ہمارا دین ہمیں کیا تلقین کرتا ہے؟

جواب: پودوں اور درختوں کے بے شمار فوائد ہیں۔ پودے اور درخت ہوا کو صاف کرتے ہیں۔ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ

نے درخت لگانے کو صدقہ جاریہ قرار دیا ہے۔ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے شجر کاری میں خود حصہ لیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ مل کر کھجوروں کے پودے لگائے۔ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا کہ جب کوئی مسلمان درخت لگاتا ہے یا کھیتی باڑی کرتا ہےپھر اس سے انسان فائدہ اٹھاتے ہیں تو اس شخص کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے۔ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا کہ جب آدمی درخت اگائے پھر اس کی حفاظت کرے اور اس کا خیال رکھے ، یہاں تک کہ وہ درخت پھل دینے لگے تو اللہ تعالیٰ اس کے ہر پھل کے بدلے میں صدقے کا ثواب عطا فرماتے ہیں۔

(ج) ماحول کو آلودگی سے بچانے کے فائدے لکھیں۔

جواب: ماحول کی آلودگی ایک عالمگیر مسئلہ ہے اور اس کی شدت میں اضافہ ہورہا ہے آلودہ ہوا ، جراثیم زدہ پانی ، گندگی کے ڈھیر ، بے ہنگم آوازوں کا شور اور ملاوٹ شدہ خوراک نے انسان کو مریض بنا دیا ہے۔ ٹریفک کے

شور اور صنعتوں کے پھیلاؤ نے انسانوں ، جانوروں اور پودوں کو شدید متاثر کیا ہے۔ ماحول کو صاف رکھنے کے بہت سے فائدے ہیں، جن میں چند ایک یہ ہیں۔

- ماحول کو صاف ستھرا رکھنا ہمارا مذہبی فریضہ ہے۔
- ماحول کی صفائی ہمیں بہت سی بیماریوں سے بچاتی ہے۔
- اگر ماحول صاف ہو تو انسان کا مزاج اور رویہ بھی خوش گوار رہتا ہے۔
- جس شخص کاماحول صاف ہوتا ہے ۔ اس کے تربیت یافتہ ہونے کا پتہ چلتا ہے۔
- ماحول کی گندگی لوگوں کے تکلیف اور اذیت کا باعث بنتی ہے۔
- آلودہ جگہ انسانوں ، جانوروں اور پرندوں کے رہنے کے قابل نہیں رہتی۔

(ب) جانوروں کی اہمیت اور ان کے حقوق

1. درست جواب کا انتخاب کریں:

(ا) گھونسلےمیں سے نکالے گئے بچّوں کا کیا کِیا گیا؟

(ا) پنجرے میں ڈال دیا گیا (ب) مکہ مکرّمہ لایا گیا
(ج) اُڑا دیا گیا **(د) واپس رکھ دیا گیا**

(ب) چیونٹیوں کے بل میں آگ لگانے والوں کو رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے کیا فرمایا؟

(ا) ان کی حوصلہ افزائی فرمائی (ب) کچھ نہ کہا
(ج) انھیں ڈانٹا (د) انھیں قید میں ڈلوادیا

(ج) کتے کو پانی پلانے والے آدمی کےساتھ اللہ تعالیٰ نے کیا معاملہ فرمایا؟

(ا) اسے پانی پلایا **(ب) اس کو بخش دیا**
(ج) اسے سزاد ی (د) اسے مال و دولت سے نوازا

(د) اللہ تعالیٰ کس کے ساتھ اچھا سُلوک کرنے پر اَجر عطا فرماتے ہیں؟

(ا) ہر جان دار کے ساتھ (ب) انسان کے ساتھ
(ج) جانور وں کے ساتھ (د) ہر طرح کے جانوروں کے ساتھ

(ہ) نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے حُسن سلوک کی تعلیم فرمائی ہے:

(ا) صرف پالتو جانوروں کے ساتھ (ب) صرف جنگلی جانوروں کے ساتھ
(ج) صرف حلال جانوروں کے ساتھ **(د) ہر طرح کے جانوروں کے ساتھ**

2. مختصر جواب دیں:

(الف) چند پالتو اور جنگلی جانوروں کے نام لکھیں۔

جواب: پالتو جانوروں میں گائے، بھینس ، بکری ، اونٹ ، گھوڑا ، بلی ، کبوتر ،طوطا وغیرہ شامل ہیں۔ جب کہ جنگلی جانوروں میں شیر ، چیتا ، ریچھ ، بندر ، سانپ ، اُلّو ، چیل اورکوّے وغیرہ شامل ہیں۔

(ب) جانوروں کے حقوق کے بارے میں ایک آیتِ مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآ ن کریم میں بہت سے جانوروں اور حیوانات کا تذکرہ فرمایا ہے، کچھ قرآنی سورتیں جانوروں کے نام سے موسوم ہیں، اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی اہمیّت کو یوں بیان فرمایا ہے:

ترجمہ:'' اور اُسی نے چوپائے پیدا فرمائے اُن میں تمہارے لیے گرم لباس ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔

(ج) جانوروں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیث مبارکہ کا ترجمہ لکھیں۔

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ارشاد فرمایا: ''جب تم سبزہ والی زمین میں سفر کرو تو اُونٹوں کو ان کا حصّہ دو۔ ''

اسلامی تعلیمات میں کسی جانور کو ناحق تکلیف پہنچانا منع ہے۔ موذی جانوروں کو اگر مارنا ضروری ہو تو کم از کم تکلیف سے مارنا چاہیے۔

(د) پیاسے کتے کو پانی پلانے والے کو کیا انعام ملا؟

جواب: ایک مرتبہ حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے ایک آدمی کا واقعہ سنایا کہ ایک شخص نے پیاسہ کُتّے کو کنویں سے پانی بھر کے پلایا، جب کہ وہاں رَسّی اور ڈول بھی نہیں تھا۔ اُس آدمی کا یہ عمل اللہ تعالیٰ کو اتنا پسند آیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بخش دیا اور اسے جنّت میں داخل کرنے کا فیصلہ فرمادیا۔

(ہ) کسی جانور کو باندھ کر اس پر نشانہ باندھنے کا کیا وبال ہے؟

جواب: رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جان دار چیز کو باندھ کر اس پر نشانہ لگائے'' ۔کیونکہ محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَہمیشہ جانوروں سے حسن سلوک کی ترغیب کرتے تھے۔

3. تفصیلی جواب دیں۔

(ا) قرآن مجید اور حدیث نبوی کی روشنی میں جانوروں کے حقوق تحریر کریں۔

جواب: اللہ تعالیٰ نے قرآ ن کریم میں بہت سے جانوروں اور حیوانات کا تذکرہ فرمایا ہے، کچھ قرآنی سورتیں جانوروں کے نام سے موسوم ہیں، اللہ تعالیٰ نے جانوروں کی اہمیّت کو یوں بیان فرمایا ہے:

ترجمہ:'' اور اُسی نے چوپائے پیدا فرمائے اُن میں تمھارے لیے گرم لباس ہے اور بھی بہت سے فائدے ہیں۔

جانوروں پر سواری کرنے میں بھی اُن کے ساتھ حُسن سلوک کا خیال رکھنا ضروری ہے ۔ طویل سفر میں اس کے لیے آرام لینے اور چرنے کا موقع فراہم کرنے کاحکم دیا گیا ہے۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: ''جب تم سبزہ والی زمین میں سفر کرو تو اُونٹوں کو ان کا حصّہ دو۔

اسلامی تعلیمات میں کسی جانور کو نا حق تکلیف پہنچانا منع ہے۔ موذی جانوروں کو اگر مارنا ضروری ہو تو کم از کم تکلیف سے مارناچاہیے۔جن جانوروں کو ذبح کیا جاتا ہے انھیں بھی کم ازکم تکلیف میں ذبح کر نے کا حکم دیا گیا ہے۔

(ب) سیرتِ طیّبہ سے جانوروں کے کیا حقوق معلوم ہوتے ہیں؟

جواب: سیرتِ طیّبہ کامطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے قدم بقدم جانوروں کے ساتھ رحم و کرم کا حکم دیا ہے ، نہ صرف گھریلو اور پالتو جانوروں ، بلکہ جنگلی جانوروں کے ساتھ بھی حُسن سلوک کی تاکید فرمائی ہے۔

ایک مرتبہ ہمارے نبی حضرت محمد رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے سفر کے دوران ایک جگہ قیا م فرمایا۔ وہاں ایک درخت پر پرندے کا گھونسلا تھا۔ کسی نے پرندے کے بَچّے گھونسلے میں سے نکال لیے، جب ان کی ماں آئی تو بچّوں کو گمشدہ پاکر وہ چڑیا بے قرار ہوگئی اور پھڑ پھڑا نے لگی۔ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے چڑیا کی بے چینی دیکھی تو فرمایا:''کس نے اس کے بچّے پکڑ کر اِسے پریشان کیا ہے؟'' پھر آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَنے فرمایا:''اس کے بَچّے واپس رکھ کر آؤ '' اپنے بچّوں کو دیکھ کر چڑیا کی جان میں جان آئی اور وہ خُوش ہوگئی۔

(ج) صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی زندگی سے جانوروں کے کیا حقوق معلوم ہوتے ہیں؟

جواب: صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی زندگی سے ہمیں جانوروں کے درج ذیل حقوق ملتے ہیں:

1- ان سے حسن سلوک کریں 2- ان پر بلا وجہ ظلم نہ کریں۔ 3- ان کو وقت پر کھانا دیں۔
4- انہیں بلاوجہ ماریں نہ 5- ان کی صاف صفائی کا خیال رکھیں۔ 6- ان کو صاف جگہ پر رکھیں۔
7- ان کا معائنہ وقت پر کروائیں۔ 8- دوران سفر آرام کا وقت دیں۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گزر چند نوجوانوں کے پاس سے ہوا جو کسی پرندہ یا مرغی کو باندھ کر اس پر نشانہ لگارہے تھے، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو دیکھا تو وہ وہاں سے بھاگ گئے، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ وسلم نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو کسی جان دار چیز کو باندھ کر اس پر نشانہ لگائے۔''

کیونکہ آپ رَسُوْلُ اللہِ خَاتَمُ النَّبِیّنَ صَلّی اللہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَہمیشہ جانوروں سے حسن سلوک کی ترغیب دیتے تھے۔